(72)

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

نمبر ۱ لغایت نمبر ۶ — جلد ۱

متضمن مسایل مذہب متین محمدی اہل السنہ

بابت صفر لغایت رجب ۱۲۹۸ھ مطابق جنوری لغایت جون ۱۸۸۱ء

التماسات ضروریہ

اول جو نہایت اہم و مقدم ہے ۔ جملہ برادران اہل اسلام (اہل تقلید ہون خواہ مدعیان تحقیق) سے التجا ہے کہ اِس ضمیمہ کو اول سے آخر تک نظر جرح و تحقیق سے ملاحظہ فرماوین اہل تقلید یہ خیال نہ کرین کہ اسمین تقلید مذاہب سابقین کے برخلاف تحقیق ہو گی اسکو کیا دیکھین؟ اور مدعیان تحقیق یہ نہ سمجھین کہ یہ مسایل ہمارے سُنے سنائے اور پاس کئے کرائے ہین اِنکو کیون پڑہین؟ بلکہ دونون فریق یہ جان لین کہ اسمین جانبین کی افراط و تفریط کی اصلاح ہے اور مسلک بین بین کی ایضاح ۔ اِسلئے دونون فریق کو اِسکا دیکھنا ضروری ہے اور [illegible] جو صاحب فریقین سے اِسکو حق و صحیح پاوین وہ بذریعہ خاص خاص تحریرات مولف کو اِس سے اطلاع دین مولف انکا دل سے شکر گذار ہو گا اور جو اسمین کچہہ خطا و خلاف حق صراح دیکہین وہ اسکی غلطی سے جس سبیل سے چاہین مولف کو آگاہ کرین ۔ اُنکا شکریہ دوچند ادا ہو گا ۔ اور ایمان و انصاف سے اُنکی رای باصواب کو دیکہا جاویگا پس اگر حق اُنکے جانب نظر آیا تو اِسی پرچہ مین اسکا اظہار علانیہ آویگا اور اگر اسمین مولف کو کچہہ اشتباہ رہا تو اسکو بلا صورت بحث و جدال عرض کیا جاویگا ✣

دوم ۔ بالفعل اِس ضمیمہ کا حجم ربع حجم رسالہ اشاعۃ السنہ تجویز ہوا ہے اور قیمت بہی حسب تفصیل مراتب ربع قیمت رسالہ ہے آیندہ زیادت حجم ضمیمہ مزید شوق خریداروں سے جسقدر وہ چاہین ہو سکتی ہے

سوم اِس دفعہ یہہ ضمیمہ بعض حضرات کی خدمات مین بلا درخواست بہی بہیجا گیا ہے اگر وہ حضرات اسکی خریداری کو پسند کرین تو اِس مجموعہ ضمیمجات ششماہی کی قیمت ارسال فرماوین ورنہ بعد ملاحظہ پرچہ واپس کرین

چہارم دوسری دفعہ اس ضمیمہ کو وہی لوگ پاوینگے جو اِس مجموعہ ششماہی کی قیمت اپنے درجہ کے موافق ارسال فرماوینگے

الملتمس ابو سعید محمد حسین ۔ لاہور ۔ محلہ سید مٹہہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ -

خدا کا شکر ہے جس نے ہمکو اس راہ (اسلام و توحید و اتباع) پر چلایا ہم یہ راہ نپاتے اگر وہ ہمکو راہ پر نہ لاتا

والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد النبی الذی ھدانا ولولاہ ما اھتدینا

اور اُسکے رسول محمد پر خدا کی رحمت و سلام ہو جس نے ہمکو خدا کا راستہ دکھایا وہ نہ ہوتے تو ہم خدا کی راہ نپاتی

الی ھدی اللہ - اوضح سبل الھدی واقام منارھا - واغفل طرق العمی

اونہون نے ہدایت کی راہون کو کہول دیا اور ان پر منارون کو کہڑا کر دیا اور گمراہی کے راہون کو ذو نشان کیا -

وعفا آثارھا - فبابی ھو وامی لقد من علینا واسبغ فی الامتنان

اور اُن کے آثار کو مٹا دیا - میرے ماں باپ اُن پر قربان ہوں - اُنہوں نے ہم پر کمال احسان کیا - اور ہمکو

واوصلنا الی ابواب الجنان وانقذنا من النیران - وعلی آلہ نجوم الھدی

بہشت کے دروازون پر پہنچا دیا اور آگ سے چہوڑا لیا اور خدا کی رحمت و سلام اُنکی اہلبیت پر ہو جو ہدایت کے ستارے

وائمۃ التقی - الذین مثلھم کسفینۃ نوح من رکبھا نجی - ومن

ہیں اور پرہیزگارون کے امام جنکی مثال حضرت نوح کی کشتی تھی کہ جو کوئی اسپر سوار ہوا بچ گیا اور جو اس سے رہگیا

تخلف عنھا ھلک وطغی - وعلی صحبہ المھتدین بھدیہ المستنین

وہ ہلاک ہوا اور بہک گیا اور آپ کے اصحاب پر جو آپکی راہ پر چلتے اور آپکی سنت پر عمل کرتے وہ جنکی مثال تورات

بسنتہ الذین مثلھم فی التوریۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج

مین بھی ہے اور انجیل مین بھی جیسی کہیتی جو اپنی سبزی نکالتی ہے پہر اُسکو مضبوط کرتی ہے پہر وہ

شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ

ایسی موٹی ہو جاتی ہے کہ اپنے آپ ہی پر کہڑی ہو جاتی ہے اور کہیتی والے کو بہلی معلوم ہوتی ہے

بهم الكفار اهل الهواء والطغواء - وعلى من تبعهم ممن يقتدى

رکہین جو ہوا نفسانی وسرکشی والے ہین اور اُن کے تابعدارون پر سلام ہو جن کا حدیث کے روایت

بهم فى التحديث والرواية والانتقاد ٭ والتفقه والفهم والاجتهاد†

کرنے اور حدیث کے پرکہنے اور حدیث مین سمجہہ واجتہاد پیدا کرنے مین لوگ اقتدا پیدا کرتے

منهم اصحاب الصحاح الستة ٭ والائمة الاربعة ٭ فتلك عشرة كاملة ٭

ہین منجملہ اُن کے چہہ کتابون صحاح کے مصنف ہین اور چارون مذہب کے امام تو یہہ پورے دس ہین -

لايواليهم الا اهل العلم والفقه والكمال (اللهم اجعلنا منهم)

ان سے علما سمجہہ دار اہل کمال ہی محبت رکہتے ہین - خدا ہمکو ان مین رکہے

والايعاديهم الا اهل الجهل والسفه والضلال (اللهم لا تجعلنا منهم)

اور جاہلون بے وقوف گمراہ ان سے دشمنی رکہتے ہین - خدا ہمکو ان سے نہ کرے

كيف قد ثبت وتقرر ان هولاء البررة من اهل الولاية الظاهرة

یہہ کیونکر نہ ہو جبکہ ثابت ومتقرر ہو چکا ہے کہ وہ پاک لوگ خدا کے ولی ہین حالانکہ خدا نے اپنے

وقد ذب عنهم وقال فيهم عز من قائل من عادلى لى وليا

ولیون کی حمایت مین کہا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے جو کوئی میرے ولی کا دشمن ہو

فقد بارز الله بالمحاربة - لولا هولاء لما وصل الينا الاسلام ٭ وما

وہ خدا کے سامنے لڑائی کرنے کو تیار ہوتا ہے یہہ آیمہ حدیث وفقہ نہ ہوتی توہمکو اسلام نہ پہنچتا - اور

حصل لنا العلم بالحلال والحرام ٭ فاساءة الظن بهم والطعن فيهم

حلال اور حرام کا علم حاصل نہ ہوتا - پہر اُن سے بدظن ہونا اور ان پر طعن کرنا

كفر نعمة بلا كلام ٭ عصمنا الله من ذلك وهو ولى العصمة والهداية والانعام

بلاشبہ کفران نعمت ہے خدا ہم کو اِس سے بچاوے وہی بچانے اور ہدایت کرنیکا مالک ہے

---

† اجتہاد قرآن وحدیث سے قوت فکر سے مسایل نکالنے کو کہتے ہین اسکو کوئی پولیٹکل متن چہاپنے یہہ لفظ اس سالہ مین بہت جگہ آویگا اسلیے یادر بنایا گیا -

تمہید لایق توجہ کامل اہل تحقیق و اہل تقلید

ناظرین رسالہ اشاعۃ السنہ پر مخفی نہ ہوگا کہ یہہ پرچہ اوسط ۹۴ھ ہجری مطابق ۷۷ء سے جاری وشایع ہے۔

اسکا اجرا پہلے متشددین اہل تقلید کے خطاب مین ہوا تھا پیچھے کر اوایل ۹۶ھ مطابق ۷۹ء مین اسکا خطاب اِن سے موقوف ہوکر حضرات نیچریہ سے شروع ہوا اور آجتک جاری رہا۔

نیچریہ کے خطاب وجواب سے جو اسکا مقصود تہا اور جو اسکا اثر ظاہر ہوا اسکا بیان اسی کی جلد سوم وچہارم کے پہلے نمبرون مین ہو چکا ہے۔

متشددین اہل تقلید کے خطاب وبحث سے اسکا مقصود یہہ تھا کہ وہ لوگ عاملین بالحدیث پر بیجا تشدد کرنا چھوڑ دین اور جن مسایل مین یہہ انکے برخلاف عمل کرتے ہین اُن مسایل کی قوت دلایل کو ملاحظہ فرما کر اُن کے عمل وترویج مین اُنکو معذور سمجھکر معافی دین اور اِس عمل کے سبب اُنکو دین اسلام سے خارج نہ سمجھین اس خطاب وبحث کی جڑ و بنیاد اشتہار[+] مسایل عشرہ) کی قیود سے مقصود جسکو آجتک کسی نے

[+] اِس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہہ ہے کہ فلان فلان صاحبان مسایل ذیل مین کوئی آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہ ہو اور وہ اِس معنی مین جسکے لیئے پیش کئے جائے نص صریح و قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین ۱ رفعیدین نہ کرنا ۲ آمین آہستہ کہنا ۳ نماز مین زیر ناف ہاتھ باندہنا ۴ مقتدیون کو قرائت فاتحہ سے منع کرنا ۵ آیمہ اربعہ سے کسی ایک امام کی تقلید کا واجب ہونا ۶ وقت ظہر کا دو مثل تک رہنا ۷ عام مسلمانون اور پیغمبرون کا ایمان مساوی ہونا ۸ قضا کا ظاہر و باطنا نافذ ہونا ۹ نکاح محرمات ابدیہ سے حد زنا محرمات کا ساقط ہونا ۱۰ پاک پانی کا دہ در دہ سے مقید ہونا +

نہیں سمجہا اور جو سمجہا اُلٹا سمجہا) نہ یہ تھا کہ جو دلایل اُن قیود سے خالی ہون وہ ہمارے
نزدیک پایہ اعتبار و احتجاج سے ساقط ہین مثلاً جو آیہ قطعی الدلالۃ نہ ہو ظنی الدلالۃ ہو جیسے
عام کتاب اللہ ہم اُسکو نہیں مانتے یا جو حدیث اتفاقی صحیح نہ ہو حسن ہو یا اختلافی صحیح یا اخبر
معنی پر صریح الدلالۃ نہ ہو ہم اُسکو لایق سند نہیں سمجھتے وعلی ہذا القیاس حاشا وکلا یہ مقصود ہمارا
اِن قیود سے ہرگز نہ تہا چنانچہ اس بات کا اظہار اشاعۃ السنہ جلد اول نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ مین
بہ تفصیل ہو چکا ہے **بلکہ** ان قیود سے صرف اُن اہل تشدید کا الزام **مقصود** اور اِس
امر کا اظہار مطلوب تہا کہ جس درجہ کی قوت وثبوت وہ اپنی جانب کے مسایل مین خیال
کرتے ہین اُس درجہ کی قوت اُن مسایل مین نہیں ہے اور جس مرتبہ کا تشدد وہ ان مسایل
کے عمل و ترک مین مبذول فرماتے ہین اور جو احکام وجوب و حرمت وہ اِن مسایل پر
لگاتے ہین اس مرتبہ کی تشدد کی مقتضی اور اُن احکام کے مثبت دلایل اُن کے ہاتہہ
مین موجود نہیں ہین +

تشریح وتمثیل

(۱) **تقلید مذہب معین** کو وہ فرض بتلاتے ہین اور ترک تقلید پر حکم حرمت لگاتے
ہین اور اسکے مرتکب کا لامذہب (جو بے دین کا مرادف ہے) نام رکھتے ہین اِس حکم
وتشدد پر اُن سے آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالۃ کا مطالبہ کیا گیا اور
اُن کے اِس قاعدہ فقہیہ سے (اما الفرض فما ثبت بدلیل قطعی لا شبہۃ فیہ یعنی فرض وہ
ہے جو قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اُسمین کچہہ اشتباہ نہ ہو) اُن کو الزام دیا گیا اور یہ سمجہا
گیا تہا کہ مذہب معین پر کون سی آیہ یا حدیث قطعی کی شہادت پائی جاتی ہے جس سے آپنے
حکم فرضیت اِس تقلید کا نکال لیا اور اسکے ترک پر یہہ تشدد کیا ہے +

(۲ و ۳ و ۴) **رفع الیدین** اور **آمین بالجہر** اور **قرءۃ فاتحہ** خلف امام کو یہہ لوگ
حرام بلکہ مفسد نماز مرتکب بلکہ مفسد نماز ہم پہلو مرتکب (گو وہ خود اُن افعال کا مرتکب ہو)

صرف آمین بالجہر و رفع یدین کرنے والے کے برابر کھڑا ہوا ہو) بتلاتے ہین اور ان افعال پر فساد نماز و عذاب جہنم کا حکم لگاتے ہین اسلئے ان امور کی ممانعت پر اُن سے دلیل قطعی کا مطالبہ ہوا اور اُن کے اس قاعدہ سے (المحرم ما ثبت النہی فیہ بلا معارض یعنے حرام وہ فعل ہے جسمین ممانعت بلا مزاحمت یعنی قطعی† طور پر ثابت ہو) الزام دیا گیا اور یہہ جتایا گیا کہ ان امور کی ممانعت مین ایسے دلایل کہان ہین جنسے آپ لوگ یہہ حکم اور یہ تشدد نکالتے ہین۔

اور یہ مقصود اس ڈیرہ سال کے مباحثات و جوابات سے بخوبی حاصل ہو گیا اور کس و ناکس پر یہہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جس مرتبہ کا تشدد وہ لوگ ان مسایل مین کرتے ہین اُس مرتبہ کا تشدد اُنہین مناسب نہین اور جس درجہ کی قوت و ثبوت وہ اپنے مسایل مین سمجھے ہین وہ مرتبہ انکو حاصل نہین ہے۔

اِس پر دلیل یہہ ہے کہ اِس عرصہ تقریباً پانچ سال مین کسی نے شرط اشتہار کی مطابق ہمارے کسی سوال کا جواب نہین دیا اور ایک آیہ قطعی الدلالہ یا ایک حدیث صحیح صریح قطعی اتفاقی کو کسی مسئلہ مین پیش نہین کیا۔ بعض حضرات نے تو ہمارے سوال کا مقابلہ صرف سوال سے کیا اور یہہ کہا کہ تم ہم سے ان مسایل مین آیات قطعیہ و احادیث صحیحہ کا مطالبہ کرتے ہو ہم تمسے اِن مسایل کے خلاف پر ایسے دلایل کا مطالبہ کرتے ہیں اور بعض نے یہہ جواب دیا کہ تمہاری اِن قیود سے مفہوم ہوتا ہے کہ اِن قیود سے خالی و مجرد آیات و احادیث تمہارے نزدیک لایق عمل نہین ہین اور اِسمین اکثر ادلہ شرعیہ کا ابطال لازم آتا ہے۔ اور بعض حضرات نے ضعیف احادیث و غیر صریح آیات کو پیش کر دیا۔ **الغرض** مطلوب و مقصود جواب کسی صاحب سے آجتک ادا نہ ہو سکا چنانچہ ضمیمجات اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۱۸۷۶ء و ۱۸۷۷ء اور جلد اول اشاعۃ السنہ مین اِس امر کی تفصیل موجود ہے۔

ادہر تو یہہ مقصود حاصل ہوا اور اُدہر مقصود مقابلہ بحریہ ماہ مین آیا (چنانچہ نمبر ا جلد ۲

† مسلم الثبوت کی شرح مین ہے۔ قالوا (ای الحنفیہ) ان ثبت الطلب الجازم القطعی لفعلٍ غیر کف فالفرض ولفعل کف فالحرام الخ۔

اشاعۃ السنہ مین بیان ہوا) اِسلئے اب اشاعۃ السنہ کو بحث والزام خاص خاص اشخاص سے
اعراض وانقطاع پسند آیا اور اپنے اصلی فرض اشاعۃ السنہ (جس سے اُسکا نام وعنوان مشعر و
مخبر ہے) ہمہ تن مصروف ہونا مناسب وضروری معلوم ہوا و بناءً علیہ یہہ **قرار پایا ھی**
(چنانچہ نمبر ۱ جلد ۱۴) مین اسکا وعدہ بہی ہوا تہا) کہ **اصل اشاعۃ السنہ** مین اصول اسلام
وبعض فروع مہمہ خصوصًا اُن اصول و فروع سے جنمین مخالفین اصول اسلام نیچریہ یا فلاسفہ
وغیرہ کو نزاع وکلام ہے بحث ہوا کرے مگر اسمین کسی خاص شخص زید وعمر واحمد ومحمود کو مخاطب
نہ کیا جاوے بلکہ بلا خطاب احدے مستقل طور پر اظہار حق عمل مین آوے اور اگر اسکی تائید
مین ابطال قول باطل منظور ہو تو اسمین بھی کسی خاص شخص کا نام نہ لیا جاوے صرف
اُس قول اور اُسکے ماخذ کو ذکر کرکے اُسکا ابطال قلم مین آوے اور اُسکے **ضمیمہ** مین معمولی
مسایل فرعیہ اسلام کو جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مین وارد ہین اور محدثین اہلسنت مین
معمول و مروج ہین بیان کیا جاوے اور اسمین بھی مستقل طور پر بلا معارضہ و مقابلہ احادیث بیان
مسایل صحیحہ راجحہ ہو اور اگر اسکی تائید مین کسی قول مرجوح وضعیف کا ضعف بیان کرنا منظور
ہو تو بلا ذکر نام قایل صرف اس قول اور اسکے ماخذ ومستند کا جواب قلم بند ہو ہان مقام موافقت
ومطابقت مین ائمہ سلف کے اسماء واقوال کو ادب واحترام سے ذکر کیا جاوے +

اِس طرز بیان مین یہہ ضمیمہ کتب محدثین سلف (جامع ترمذی صحیح ابن حبان سنن ابی داؤد
وغیرہ) کی نظیر ہوگا جو مسایل مرجح کو مستقل طور پر ذکر کرتے ہین پہر اُنکے معارض ومخالف مسایل
کو بلا ذکر اسم قایل بیان کرکے ان کے ضعف پر متنبہ کردیتے ہین - اور کثرت مسایل
مین یہہ سب سے بڑہکر ہوگا کیونکہ جملہ مسایل صحاح ستہ وموطا امام مالک وغیرہ کتب متداولہ
وموجودہ اِس دیار کا جامع ہوگا جسکے پاس یہہ ضمیمہ ہوگا اِسکو مسایل فرعیہ کے جاننے
کے لئے غالبًا کسی دوسری کتاب حدیث سے کام نہ پڑیگا پہر چنداس جامع بیان کے لئے
یہہ حجم ضمیمہ جو فی الحال تجویز ہوا ہے کافی نہین ہے مگر جب اُسکی عمدگی وبہتری نے لوگون کے

دلون مین جگہہ پکڑ لی اور اُن کی رغبت اسکی طلب و خریداری مین زیادہ ہوگئی تو اِس حجم کا دہ چند ہوجانا کچھہ مشکل نہین ہے ؎

اِن مسایل کے بیان اور اِس ضمیمہ کے اعلان سے (والله ثم بالله ثم تالله) یہہ ہرگز مقصود نہین ہے کہ ہم کسی مذہب فروعی اسلامی حنفی یا شافعی) کا مقابلہ کرین اور اِس پر نکتہ چینی و عیب بینی عمل مین لاوین اِسپر ہم خدا کو شاہد ٹھہراتے ہیں اور جیسی کوئی چاہے حلف اُٹھاتے ہین - بلکہ اِس سے ہمارا مقصود صرف مسایل حدیثیہ کا اظہار اور مذہب اہلحدیث (جو قدیم سے ہم پہلو مذاہب فقہا چلا آتا ہے) کا بیان و اشتہار ہے - پہر بھی اگر کوئی ہماری تحریر کو اپنے مقابلہ مین سمجھے اور اسکو اپنے مذہب کا رد و معارضہ خیال کرکے اسکے رد و جواب کے لیے مستعد ہو بیٹھے تو وہ جانے اور اسکا ایمان ؎

اِس مقصود پر جو ہمنے بیان کیا ہے ہمکو باعث و محرک وہی امر ہوا ہے جو امام محمد بن اسمعیل بخاری کو تالیف کتاب صحیح بخاری پر اور امام ابو عیسی ترمذی کو تالیف جامع ترمذی پر باعث ہوا ہے (یعنی لوگون کا بلا واسطت مجتہدین عمل بالحدیث کا طالب و شایق ہونا اور ایسی کتاب کا جو اُن کو مراجعت اقوال مجتہدین سے فارغ کرے پایا نہ جانا) چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے کتاب بستان المحدثین مین سبب تالیف صحیح بخاری یہی بتایا اور فرمایا ہے سبب تصنیف این جامع صحیح او را چنین شد کہ روزے در مجلس اسحق بن راہویہ حاضر بود یاران اسحق بن راہویہ گفتند اگر کسی توفیق یابد مختصرے در سنن جمع نماید و بر احادیث صحیحہ کہ بدرجہ اعلی رسیدہ اند اکتفا کند چہ خوب باشد کہ عمل کنندگان بے دغدغہ و بے مراجعت مجتہدین بدان عمل نمایند این سخن در دل بخاری جا کرد و از ہمان وقت تصنیف این جامع بخاطرش افتاد و از جملہ شش لکہہ حدیث کہ نزد او بود انتخاب شروع کرد و آنچہ بسیار صحیح بود برہمان اکتفا نمود ؎

اِس باعث کا مقتضا زمانہ امام بخاری مین تو عربی زبان مین صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث

کی تالیف ہو سیے پورا ہو گیا تہا مگر اس زمانہ نا واقفی و جہالت مین اور ان بلاد عجم مین اُن
عربی کتب کا وجود کالعدم ہے اور اس باعث کا مُقتضا بدون تصانیف ہندی زبان
کے پورا ہونا ممکن نہین ہے -

اور نیز اُس زمانہ مین تو اس باعث کا وجود و اثر محدود تہا اور بلا وساطت مجتہدین
عمل بالحدیث کا شوق و ولولہ خاصکر امثال اسحٰق بن راہویہ کو ہوا ہو گا اس زمانہ مین اُسکا
وجود و اثر غیر محدود ہے کہ کس و ناکس کو یہہ شوق و ولولہ ہے -

مجہے پنجاب و ہندوستان بنگال و مدراس وغیرہ کے اکثر بلاد کی سیر و سیاحت کا اتفاق
ہوا ہے مینے غالباً کوئی شہر و قریہ ایسا نپایا جسمین اکثر شائقین عمل بالحدیث کو نہ دیکہا ہو
ان شائقین مین بعض تو اہل علم ہین جو کتاب و سنت مین پورے مہارت رکہتے ہین اور
متون و شروح کتب حدیث کیطرف مراجعت کر سکتے ہین وہ اس شوق کے پورا کرنے
مین پورے کامیاب ہین - [illegible] کتاب و سنت مین مصروف ہین
اور لوگون کو اتباع سنّت کی دعوت کر نیمین مشغول اسکے اور لکے اتباع کے حق مین
آنحضرت نے یہہ بشارتین فرمائین ہین -

من دعا الی هدی کان له من
الاجر مثل اجور من تبعه (رواه مسلم)
مثل ما بعثني الله به من الهدی والعلم كمثل
الغيث الكثير اصاب ارضا فكان منها نقية
قبلت الماء فانبتت الكلاء والعشب
الكثير وكان منها اجادب امسكت الماء
فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا
وزرعوا قال رسول الله صلی الله

جو کوئی راہ ہدایت کیطرف لوگون کی رہنمائی
کرتا ہے اسکو اُن لوگون کی مثل اجر ملتا ہے
جس علم اور ہدایت کے ساتہہ خدا نے مجہے بہیجا ہے
اُسکی مثال بڑی بارش کی سی ہے جو کہری (اور
ستہری) زمین کو پہنچتی ہے تو طرح طرح کی گہاس
اُگاتی ہے اور بعض زمین سخت ہوتی ہے تو
وہ پانی کو بند رکہتی ہے جس سے لوگ نفع اٹہاتے
ہین پانی پیتے ہین اور لوگون کو پلاتے ہین اور

علیہ وسلم فذلک مثل من فقہ فی دین اللہ فنفعہ ما بعثنی اللہ بہ فعلم و علم -

کہیتی کرتے ہین آنحضرت نے فرمایا یہہ اُس شخص کی مثال ہے جس نے خدا کے دین مین سمجہہ پیدا کی اور اسکو دین نے نفع دیا اُس نے خود بھی سیکھا اور لوگون کو بھی سکہایا -

یہہ لوگ ہماری اس تالیف جدید سے مستغنی ہین اور اپنے اتباع کو غنی کئے ہوئے ہین اونکے اور ان کے اتباع کے شوق عمل بالحدیث کی پورا ہونیکے لئے وہی کتب سلف (صحیح بخاری وغیرہ) کافی ووافی ہین اور بعض ان شایقین عمل بالحدیث سے علم قرآن و حدیث اور اسکی متعلقات سے بے علم ہین اور صحت وسقم الفاظ و معانی نصوص سے محض بے خبر - عربی زبان سے اُنکو آشنائی نہین اور علماء حدیث تک (جنکا ذکر اوپر ہوا) اُنکو رسائی نہین - ہندی زبان مین کوئی ایسی کتاب جامع مسائل عبادات و معاملات جو سنی حدیث کی تالیف ہو ان کے پاس موجود نہین اور تراجم ہندی و فارسی علماء منسوب بتقلید پر انکا اعتقاد و اعتماد نہین اسلئے وہ اس شوق کے صحیح طور پر پورا کرنے مین ناچار ہین اور اُسکے جذبہ مین مضطر و بیقرار -

اس ناچاری و بے قراری کی حالت مین جب وہ کسی مسئلہ مین کوئی سُنی سنائی حدیث نہین پاتے تو بحکم حدیث (انما شفاء العی السوال)† اپنے علماء کے آگے ہاتہہ سوال کا نہین پہیلاتے بلکہ اپنی رائے سے اجتہاد کر لیتے ہین یا اپنے جیسے بے علم

† اندہاپن یعنی جہالت کا علاج سوال ہی ہے یہہ حکم آپنے اس موقع پر فرمایا کہ ایک شخص کو سر مین پتہر لگ کر زخم ہو گیا تہا اسی احتلام ہوا تو اس نے جواز تیمم کا لوگون سے مسئلہ پوچہا لوگون نے (اپنی عقل سے) کہدیا کہ تجہے تیمم جایز نہین ہے پس وہ نہایا تو فوت ہو آنحضرت کے پاس یہہ مقدمہ پیش ہوا تو آپنے آشفتہ ہو کر فرمایا خدا اُنکو ہلاک کرے انہون نے اسکو ہلاک کیا انہون نے (کسی اہل علم سے) پوچہہ کیون نہ لیا جب اُن کو علم نہ تہا - اُسکے آگے یہہ قول فرمایا -
(دیکہو سنن ابوداؤد وغیرہ -

مجتہدون کا اتباع کرتے ہین جو کسی علم دینی اور اسکے متعلق علوم مین مداخلت نہین رکہتے علم صرف مین اونہون نے میزان نہین پڑہی - علم نحو مین مأیۃ عامل نہین دیکہی حدیث مین مشکوۃ بلکہ چہل حدیث بلکہ کوئی ایک حدیث اوستاذ سے نہین پڑہی قرآن کی ایک آیت بامعنی کسی عالم سے نہین سیکہی صرف اُردو† عبارت ٹوٹی پہوٹی انکو پڑہنی آتی ہے - پہر اِس بضاعت و استطاعت پر اونہون نے بعض نیم خام عربی دان طالب علمون کی مدد سے تالیف و تصنیف کو شروع کر دیا ہے اور منصب افتا و اجتہاد اختیار کر لیا ہے - اِن بڑے مجتہدون اور اُن کے اتباع عوام شائقین اتباع کے حال پر مثل ضعف الطالب والمطلوب خوب صادق آرہی ہے اور ان متبوعین کا مفتی و مصنف و مجتہد بنجانا ایک علامت **قیامت** ہے جسکی پیشگوئی آنحضرت نے اس حدیث‡ مین کی ہے جو ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ایک قوم سے باتین کر رہے تہے کہ ناگاہ ایک اعرابی آیا اور اُس نے قیامت سے سوال کیا آنحضرت اپنی باتون مین لگے رہے جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ وہ سایل کہان گیا وہ بولا مین ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب امانت ضایع ہونے لگے تو قیامت کا منتظر ہو اُس نے عرض کیا امانت کا ضایع ہونا کس طرح ہو آپ نے فرمایا کہ جب کام نااہلون کے سپرد ہو تو قیامت کا منتظر ہو یعنی حکومت سپرد ظالم ہو اور شہادت سپرد دروغ گو اور

---

† اسمین شک نہین ہے کہ اُردو مین بہی بہت احادیث و مسایل اس زمانہ مین پائے جاتی ہین اور اپنے عمل کے لئے بہی کافی ہین مگر اوس دن کو فتوی دینے اور اجتہاد کرنیکے لئے ہنوز دلی دور ہے جن اصول و فروع کی تالیف و اجتہاد مین ضرورت ہے اور انکا جاننا تصنیف و اجتہاد کے لئے شرط ہے اُردو مین اُنکا نام و نشان بہی نہین ہے -

‡ اس حدیث کی عبارت یہ ہے عن ابی ھریرۃ بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدث القوم اذ جاءہ اعرابي فقال متی الساعۃ فمضی رسول اللہ في حديثه حتی اذا قضاہ قال این السایل قال ھا انا یا رسول اللہ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قال وکیف اضاعتها قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ - رواہ البخاری -

فتوی سپرد جہلا و علی ہذا القیاس) ایک اور † حدیث مین آنحضرت نے فرمایا ہے علم کا قبض ہونا (جو دوسری حدیث مین ارشاد ہوا ہے) اس طرح نہ ہوگا کہ لوگون کے سینون سے علم نکال لیا جاویگا ولیکن قبض علم علما کی قبض (یعنی فوت ہو جانیسے) ہوگا یہانتک کہ جب خدا تعالی علما کو باقی نہ چھوڑیگا تو لوگ جاہلون کو سردار یا امام بنالینگے پھر وہ ان سے مسایل پوچھینگے تو وہ بلا علم فتوی دینگے پس خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگون کو بھی گمراہ کرینگے۔

یہہ آفت و علامت قیامت مسئلہ تقلید کے غلط معنی سمجھنے اور اسکو بے محل اور بری طور پر استعمال مین لانیسے پیدا ہوئی ہے۔

مسئلہ عدم جواز تقلید (جسکا ایک ہمکو اور ہر محقق مذاہب اربعہ کو حق الیقین بلکہ عین الیقین ہے) کے صحیح معنی یہہ ہین کہ اہل علم یا اہل علم سے صحیح طور پر علم پہنچ قرآن وحدیث کے مقابل مین کسی کی تقلید نہ کرین نہ یہ معنی کہ جن مسایل مین خود قرآن وحدیث کا علم نرکھین انمین بھی کسی اہل علم کا اتباع و سوال نہ کرین اور کس و ناکس للو و کلو اپنے آپ مجتہد بن بیٹھین

---

† اس حدیث کے الفاظ یہہ ہین عن عبد اللہ بن عمرو ابن العاص قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالماً اتخذ الناس رؤساً جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ رواہ الشیخان

‡ دیکھو معیار الحق چہاپہ قدیم لاہور ص ۲۳ جسمین صاف لکھا ہے کہ تقلید مجتہدون کی عالم بالحدیث وبالقرآن کو وقت جاننے مسئلے کے قرآن یا حدیث سے اس مسئلہ معلومہ مین نہ چاہئے اور رسالہ ثبوت الحق الحقیق تالیف حضرت مولانا و شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی جسکو اخیر مین صاف فرمایا ہے واضح ہو کہ جاہل ناواقف پر بمقتضائے آیۂ کریمہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وغیرہا من الآیات) مسائل کا پوچھنا اور سیکھنا فرض و واجب ہے شرعاً یعنی ہر جاہل وقت لاعلمی کے کسی عالم اہل ذکر سے خواہ ایکسے

اور لوگون کو اپنی رائے و اجتہاد سے فتوی دین (چنانچہ آجکل ہو رہا ہے اور مجتہدین بلا علم اسپر عمل ہے۔ کس و ناکس صاحب افتا و اجتہاد ہے و اتباع علماء سے آزاد ہے۔

یہہ حال دیکھہ کر مینے محض بنظر صیانت دین و نصیحت قسم ثانی متّبعین اس تالیف و بیان مسایل کتاب و سنّت کا قصد کیا ہے اور حسبۃً اللہ اس بھاری بوجہہ کو اپنے ذمہ لیا ہے شاید خدا تعالی اس تالیف سے اُن متّبعین سنّت کی راہنمائی کرے اور اس حیرانی و سرگردانی و آزادی و مطلق العنانی سے اُنکو بچائے۔

اس امر کا خیال مجھے عرصہ پندرہ سال سے تہا مگر ساتھہ ہی اس کے اپنی قلت استطاعت و کمی بضاعت کا خیال اس سے مانع بھی ہوتا

کہ یہہ منصب عالی امثال بخاری و مسلم وغیرہ ایمہ حدیث کو تہا پہر ان کے بعد علماء قرون متوسطہ کو حاصل ہوا [illegible] متون حدیث کی شرح [illegible] آخر قرون متاخرہ خصوصًا بلاد ہندوستان مین یہہ منصب امثال حضرت شاہ ولی اللہ کو تہا اور اُنہی پر ختم ہوا۔ ہمارا یا ہمارے اقران و امثال علماء کا یہہ منصب کہان ہے کہ اس میدان مین قدم رکھین اور اس مہم کو فتح کرین مگر جب دیکھا کہ اس سکوت و توقف علماء مین اور کام بگڑنے لگا عہدہ تصنیف و افتاء

پوچھہ لے یاد رہے ؎ یہہ عبارتین اسلئے نقل کی گئی ہین کہ اس غلط فہمی عوام کا قصور لوگ ہمارے ذمہ نہ لگا دین اور یہہ ہی نہ کہنے لگین کہ پہلے خود ہی عوام کو آزادی و خود اجتہادی کا فتوی دیا ہے اب برخلاف اسکے لوگون کو مقلد بنانا چاہتے ہین۔

عبارات معیار و ثبوت الحق الحقیق صاف و صریح طور پر ناطق ہین کہ عوام کو کسی نہ کسی عالم کا اتباع ضروری ہے آزادی و خود اجتہادی جایز نہین ہے۔ باایں ہمہ کوئی اجازت آزادی و خود اجتہادی عوام کو ہمارے ذمہ لگا دے و ہماری تقریر حال کو مخالف بیان سابق قرار دے تو اسکا کچھہ جواب نہین ہے۔

کو خالی دیکھکر بے علمون نے سنبھال لیا اور منصب اجتہاد کو اپنے لئے تجویز کرکے اجتہاد
شروع کردیا اور مضمون حدیث مذکور (وسد الامر الی غیر اهله) صادق آنے لگا اور
مفہوم شعر (پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز ٭ بسوخت عقل ز حیرت کہ اینچہ بوالعجبی ست)
نے جلوہ دکہایا تو ناچار اسی بضاعت و استطاعت پر کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضروری معلوم ہوا اور
یہ خیال آیا کہ علماء کی قلت بہی اُن لوگون کے نسبت کثرت ہے اور جو بضاعت و استطاعت
خدا نے علماء کو دی ہے وہ اُن لوگون کی بضاعت و استطاعت سے بدرجہا بڑہکر ہے لہذا
جو علماء کی قلم سے نکلیگا وہ ان لوگون کے اجتہادات سے بدرجہا بہتر ہوگا ٭

اِسی **خیال** و امید سے ہمنے اس تالیف کا قصد کیا ہے اور حق تعالی سے امید ہے کہ وہ
اس کار خیر مین ہماری مدد کریگا اور ہماری اس تالیف مین برکت دیگا اور اسکو اپنے دین کی
حمایت اور عام متبعین کی ہدایت کا سبب بنایگا وہ مجتہدین اس سے سنبھلے نہ سہی انکی متبعین عامہ
تا یقین عمل بالحدیث (**چند اعتراض اور اُن کے جوابات**) تو سنبھل جاینگی اور آزادی

شاید ہمارے معاصرین علماء (جو تقلید کو تحقیق و استدلال پر ترجیح دیتے ہین) ہمارے
اس عذر و تدبیر پر یہہ **اعتراض** کرین کہ آزادی و خود اجتہادی عوام کا علاج یہ نہین ہے
جو تمنے تجویز کیا ہے بلکہ علاج اسکا یہ ہے کہ لوگون کو قطعاً عمل و استدلال قرآن و حدیث
سے روک دیا جاوے اور تقلید مذہب و کتب سابقین کی تاکید ہدایت و وصیت عمل مین آوے
اور یہ سمجہایا جاوے کہ جو مسایل کتب سابقین (ہدایہ و شرح وقایہ و منہاج) وغیرہ مین مذکور
ہین یہہ سب کے سب سراسر مطابق و موافق قرآن و حدیث ہین - ہماری سمجھہ مین اُن کے
دلایل نہ آوین تو کیا ہے ؟ اسلئے ان کتابون کے مسایل کی تفتیش و تفحص اور اُنمین چون
وچرا جایز نہین - ہے اور بلا تردد و استفسار اُنپر عمل کرنا واجب ہی -

اسکا جواب یہ ہے کہ اس علاج کو صحیح بھی مان لیا جاوے تو اس زمانہ ازادی
و خود اجتہادی مین یہ کارگر نہین ہے ہمارے یا آپ لوگون کے کہنے سے کبھی وہ لوگ

تقلید اختیار نہ کرینگے ۔ ہم کیا ہین ہمارے اور آپ کے اکابر متاخرین و متقدمین دوبارہ دُنیا مین آدین اور اُن لوگون کو اتباع و طلب دلیل سے ہٹادین اور بلادلیل پیروی اُن کُتب کی تاکید فرمادین تو بہی وہ لوگ نہ مانینگے ۔ اِس زمانہ آزادی مین ایسے لوگون کا ایک یہی علاج ہے کہ جس مسئلہ مین اُنکو خطا و غلط راہ پر پادین اور اُنکو حق پر لانا چاہین اُسکی سند و دلیل قرآن و حدیث سے نکالکر اُنکے سامہنے پیش کردین اور اُس سند کے زور سے اُنکو خودرائی سے ہٹاکر پابند سُنّت کرین ✣

(۳) اِسپر اگر وہ عُلماء یہ اعتراض کرین کہ اِس صورت مین لازم تہا کہ کسی مذہب (حنفی یاشافعی) کے کسی کتاب فقہ ہدایہ یا منہاج) کے مسایل کو اسی طرز استدلال پر قرآن و حدیث سے ثابت کیا جاتا اور اُن لوگون کو اُنہی مذاہب و کُتب کی تقلید و اتباع پر قایم کیا جاتا نیا مذہب محدثین قایم کرنا اور قرآن و حدیث کی تائید سے اُس کو رواج دینا کیا ضرور تہا ؟ ۔

اسکا جواب یہ ہے کہ مذہب محدثین نیا تو نہیں بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے اور کتب فقہ و مذاہب میں اِسکا ذکر موجود ہے جہان اہل رائے و اجتہاد کا ذکر پاؤگے وہان اہل ظاہر و اصحاب الحدیث کا ذکر بہی ضرور دیکہوگے ۔ اور نیز کوئی قول اُنکا ایسا نہ دیکہوگے جسمین کسی نہ کسی مجتہد کا توافق نہ پاؤگے اور نیز تدوین و تالیف کُتب اس مذہب (صحیح بخاری جامع ترمذی وغیرہ) کی بہی آج نہین ہوئی بلکہ اکثر کُتب فقہ سے پیشتر ہو چکی ہے رہا یہہ کہ ہم نے اس مذہب کی تائید و بیان کا کیون التزام کیا اور مذہب حنفی یاشافعی کی تائید و ترویج پر کیون اکتفا نکیا ۔ اِسکی وجہ ایک یہہ ہے کہ ہمارے اعتقاد و خیال مین (گو دوسرون کے نزدیک نہو) مذہب محدثین کو اور مذہب پر ترجیح ہے اور دوسری یہہ کہ جن لوگون کے عمل و فہمایش کے لئے ہم نے اِس تالیف و بیان کا قصد کیا ہے اُنکے نزدیک بہی یہی مذہب مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق ہے لہذا ہم تائید مذہب حنفی یاشافعی سے عاجز و معذور ہین اور مذہب اہلحدیث کی تائید و ترویج مین مجبور ہین

جو لوگ اُن مذاہب کو مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق سمجھتے ہین وہ اُن مذاہب کے مسایل کو اسی طور سے مدلل فرما دین اور لوگون کو اُن مذاہب کیطرف بلا دین ۔

الغرض بے دلیل بات کہنی اور مجرد فتوی لگا دینے کا اب وقت نہین رہا جس مذہب کو کوئی مرجح و مدلل سمجھے اُسکی ترویج و بیان کے لئے اسی صورت کی ضرورت ہے جو ہمنے تجویز کی ہے ۔

(۳) اسپر شاید وہ یہہ **اعتراض** کرین کہ مذہب محدثین کوئی شخصی مذہب نہین ہے بلکہ جو قول ظاہر حدیث و قرآن کے موافق ہو وہی مذہب محدثین ہے (بخاری کا ہو خواہ مسلم کا امام احمد کا ہو خواہ اسحاق یا امام شافعی کا) چنانچہ ترمذی اپنی جامع مین جا بجا+ اقوال امام احمد و اسحاق و شافعی کو نقل کرتا ہے اور اُن سب کو قول اصحابنا (یعنی مذہب اہل حدیث) سے تعبیر کرتا ہے [illegible] مذہب [illegible] سے پابندی مذہب شخصی جاتی رہیگی اور وہی آزادی (جسکو غیر مقلدی‡ کہا جاتا ہے) پہیلیگی +

اسکا جواب یہہ ہے کہ اس مذہب مرکب محدثین کی تکمیل و ترویج سے ازادی و غیر مقلدی تو ہرگز متصور نہین کیونکہ اسمین بھی آیہ و حدیث اور کسی نہ کسی امام کی پیروی تو ضروری کرنی پڑے گی پہر یہ آزادی و غیر مقلدی کیونکر ہوئی **ہان** اس سے شخصیت مذہب بیشک جاتی رہیگی مگر اسکی قباحت و بُرائی ہماری سمجھ مین ابتک نہین آئی جب ہمارے احباب علماء اہل تقلید ہمکو پیروی شخصی مذہب کی ضرورت سمجھا دین گے تو ہم اسی قلم اور اسی زبان سے (جس سے مذہب محدثین کی ترویج کرتے ہین) کسی خاص مذہب حنفی یا شافعی کی ترویج و تائید شروع کر دین گے واللہ علی ما نقول وکیل وکفی باللہ وکیلا وکفی باللہ شہیدا ۔ **ابتک** تو ہم یہی سمجھتے ہین کہ کسی مذہب شخصی (حنفی یا شافعی کی پیروی کسی پر واجب نہین ہے اور اس شخصیت سے ہر ایک کو قدرتی و شرعی آزادی

+ دیکھو صفحہ [illegible] وغیرہ کتاب ترمذی مطبوعہ میرٹھ [illegible] ہجری ‡ یہ معترض کا قول ہے ہم اپنی طرف سے

حاصل ہے۔

اول تو خدا و رسول نے قرآن و حدیث مین کسی خاص مذہب یا خاص شخص کی پیروی کا حکم نہین فرمایا چنانچہ بیسیون علماء اصولیین† و فقہا حنفیہ و شافعیہ نے بہ تصریح بیان کیا ہے پہر آنحضرت کے اصحاب و خلفاء نے کسیکو شخصی اتباع کا حکم نہین دیا اور اس زمانہ صحابہ مین کسی شخص نے کسی امام یا خلیفہ کا شخصی اتباع نہین کیا چنانچہ امام قرافی‡ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے پہر آیمہ مجتہدین نے کسی کو اتباع اپنے مذہب یا کسی

---

† شروح تحریر ابن الہمام تالیف ابن امیر حاج و سید بادشاہ و مسلم الثبوت و شروح مسلم و مغتنم وغیرہ کتب اصول فقہ مین ہے لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالی و رسولہ و لم یوجب اللہ و رسولہ علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ ترجمہ واجب نہین مگر جو خدا و رسول واجب کرین اور خدا و رسول نے کسی پر واجب نہین کیا کہ کسی ایک امام کا مذہب اختیار کرین اور میزان الکبریٰ شعرانی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۴۳ مین امام ابن عبد البر سے منقول ہے۔ لم یبلغنا فی حدیث صحیح و لا ضعیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر احدا من الائمۃ بالتزام مذہب معین لا یری خلافہ ترجمہ ہمکو کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پونہچا کہ آنحضرت نے کسیکو حکم دیا ہو کہ وہ ایک مذہب کو لازم کرے جسکا خلاف صحیح نہ سمجہے۔ اور شرح عین العلم و سم القوارض تصانیف ملا علی قاری اور قول سدید ابن الملا فروخ مکی حنفی مین ہے۔ ان اللہ سبحانہ ما کلف احدا ان یکون حنفیا او شافعیا او حنبلیا او مالکیا بل کلفہم ان یعملوا بالکتاب و السنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جہلاء۔ ترجمہ خدا پاک نے کسی ایک کو حنفی یا شافعی یا حنبلی یا مالکی ہونیکا حکم نہین دیا بلکہ عالم ہون تو باستدلال کتاب و سنت عمل کرنیکا حکم دیا ہے اور اگر جاہل ہون تو علماء کی پیروی کرنے کا۔

‡ مسلم و مغتنم و میزان کبریٰ و ناظورۃ الحق وغیرہ مین ہے قال القرافی انعقد

اور مذہب کا ارشاد نہین کیا† اور نہ انکے زمانہ مین کسی نے کسی ایک امام کا خاصکر اتباع کیا ہے اس پر بہی بہت سے علماء نے اجماع ہوجانیکا†† صراحۃً یا اشارۃً دعوی کیا ہے ہان قرون

بقیہ حاشیہ نمبر دوم

الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر و اجمع الصحابة علی ان من استفتی ابابکر و عمر و قلدهما فله ان یستفتی اباهریرة و معاذ بن جبل. **ترجمہ** قرافی نے کہا ہے اسپر اجماع ہوچکا ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو وہ علماء مین سے جسکی چاہے بے روک ٹوک تقلید کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع ہوا ہے کہ جو ابوبکر صدیق و عمر فاروق سے فتوی لیتا اور اسکی تقلید کرتا اسکو جائز تہا کہ وہ ابوہریرہ اور معاذ بن جبل سے فتوی لے اور اُن کی تقلید کرے۔

† **میزان کبری** کے اسی صفحہ مین ہے ۔ قال ابن السبکی لم یبلغنا عن احد من الائمة انه امر اصحابه بالتزام مذهب معین لا یرى صحة خلافه بل المنقول عنهم تقریرهم الناس علی العمل بفتوى بعضهم بعضا لانهم کلهم علی هدى من الله ۔ **ترجمہ** ہمکو کسی امام سے یہہ بات نہین پہنچی کہ اُس نے اپنے صحبتیون کو کسی مذہب معین کو لازم پکڑنے کا حکم جسکا خلاف کر زادہ صحیح نہ سمجہے دیا ہو بلکہ اُن سے یہی منقول ہے کہ انہون نے ایک کو دوسرے کے فتوے پر عمل کرنے کو قایم و ثابت رکہا ہے کیونکہ اِن کے نزدیک سبہی امام خدا کی طرف سے ہدایت پر ہین ✦

†† کتاب القواعد کبری تالیف شیخ عزالدین عبد السلام مین ہے (چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ و انتباہ و عقد الجید مین نقل کیا ہے) لم یزل الناس یسئلون من اتفق من العلماء من غیر تقیید بمذهب ولا انکار علی احد من السائلین الی ظهرت المذاهب و متعصبوها من المقلدین **ترجمہ** ہمیشہ سے لوگ بلا قید مذہب جس عالم سے اتفاق ہوتا مسئلہ پوچہہ لیتے اور کوئی اُنکو اس سے نہ روکتا یہان تک کہ مذاہب اور اُن کے متعصب مقلد پیدا ہوئے (وہ متعصب روک ٹوک کرنے لگے) **میزان کبری** کے صفحہ ۱۰ مین کہا ہے امام ابو محمد جوینی نے کتاب **محیط** تصنیف کی ہے جسمین ایک مذہب کی روش اختیار

متاخرہ مین شخصیت مذہب کا بلا دلیل شرعی اکثر لوگون مین رواج ہو گیا تہا مگر اِس زمانہ مین وہ رواج
بہی نہین رہا پہلے رواج کو دوسرے رواج نے اُٹہا دیا ہے پس ہماری تالیف و بیان میز
اِس شخصیت مذہب کا التزام و لحاظ نہین رہا تو کونسا محل اعتراض ہے +

بقیہ حاشیہ ۲

نہین کی اور کہا کہ شیخ امام فقیہ محدث مفسر اصولی شیخ عبد العزیز دیرینی اور شیخ الاسلام عز الدین
بن جماعہ اور شیخ علامہ شہاب الدین برنسی اور شیخ علی نبتیتی (امام شعرانی کا شیخ) چارون مذاہب سے
لوگون کو فتوی دیا کرتے -" اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بہت بڑی جماعت عُلما سے نقل
کیا ہے کہ وہ چارون مذاہب پر لوگون کو فتوی دیتے - خاصکر عوام کو جو کسی مذہب معین کے
پابند نہین ہوتے اور کسی مذہب کے اصول و اقوال کو نہین جانتے -" اور صفحہ ۳۰ مین کہا ہے کہ
شیخ عبد العزیز دیرینی نے کتاب **الدرر الملتقطہ فی المذاہب المختلفہ** تالیف کی ہے جسمین
چارون مذہب پر فتوی دیا ہے اور صفحہ ۳۴ مین اُن ائمہ اور اکابر کا نام لیا ہے جنہون نے ایک مذہب
کو چہوڑکر دوسرے مذہب کو اختیار کیا ہے وہ اکابر یہ ہین (۱) شیخ عبد العزیز خزاعی پہلے مالکی
تہے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو اُن کے تابع ہو گئے (۲) محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم
پہلے مالکی تہے جب امام شافعی مصر مین پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۳) ابراہیم بن خالد بغدادی
پہلے حنفی تہے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۴) ابو ثور پہلے اپنا مذہب
مستقل رکہتے تہے پہر شافعی ہو گئے - (۵) ابو جعفر ترمذی (ابو عیسی ترمذی صاحب جامع
ترمذی نہ سمجہ لینا) پہلے حنفی تہے پہر شافعی ہو گئے (۶) ابو جعفر طحاوی پہلے شافعی تہے
پہر حنفی ہو گئے (۷) امام مشہور خطیب بغدادی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہو گئے (۸)
ابن فارس مصنف کتاب مجمل در علم لغت پہلے شافعی تہے پہر مالکی ہو گئے (۹) سیف الدین آمدی
اصولی مشہور حنبلی تہے پہر شافعی ہو گئے (۱۰) نجم الدین بن خلف مقدسی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی
ہو گئے (۱۱) محمد ابن ابان نحوی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہوئے پہر حنفی ہو گئے - (۱۲) امام مشہور
تقی الدین بن دقیق العید پہلے مالکی تہے پہر شافعی ہو گئے (۱۳) شیخ الاسلام کمال الدین بن زملکانی سے مشقی

ہمارے احباب معاصرین کو چاہیے کہ اس زمانہ آزادی وخود اجتہادی مین ثبات وقیام تقلید شخصی کی حرص نکرین مطلق تقلید ہی کی خدا سے خیر مانگین اور اسی کے قایم رہنے کو غنیمت سمجھکر اسمین جہانتک وسعت ہو کوشش کرین۔

اس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا (خدا اُسکے طوفان سے بچاوے) چل رہی ہے کہ اصل اصول اسلام پر لوگ نکتہ چینیان کر رہے ہین اور تفاصیل حشر ونشر وبعثت ونبوت واحکام حلت وحرمت کی عقلی دلایل پوچھتے ہین اور یہہ باتین نہ صرف اہل اسلام مین پائی جاتی ہین بلکہ غیر مذہب وملت (عیسائی ہنود وغیرہ) کے نوخیز مجتہدین اور محققین سے بھی پائی جاتی ہین

پہلے حنبلی پھر شافعی (۱۴۷) امام ابوحیان پہلے اہل ظاہر سے تھے پھر شافعی ہوگئے۔ ان تفاصیل سے امام شعرانی نے یہ جتایا اور بتلایا ہے کہ ایک مذہب کا التزام نکرنا زمانہ مجتہدین سے لیکر امام شعرانی کے زمانہ تک ایسا متفق علیہ [illegible] چلا آتا ہے کہ اسکو سبیل المومنین کہا جا سکتا ہے جسکا خلاف کرنا بحکم آیہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ جایز نہین ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے عقد الجید مین اس تفصیل سے یہی مطلب نکالا اور کہا ہے ونقل الشیخ عبد الوھاب الشعرانی عن جماعۃ عظیمۃ من علماء المذاھب انھم کانوا یعملون ویفتون بالمذاھب من غیر التزام مذھب معین من اصحاب المذاھب الی زمانہ علی وجہ یقتضی کلامہ ان ذلک امر لم یزل العلماء علیہ قدیما وحدیثا حتی صار بمنزلۃ المتفق علیہ فھو سبیل المومنین الذی لا یصلح خلافہ۔ ترجمہ اسکا وہی ہے جو نقل عبارت سے پہلے کہا گیا ہے اور طوالع الانوار حاشیہ الدر المختار تالیف شیخ عابد حنفی مین ہے وجوب تقلید مجتھد معین لا حجۃ علیہ لا من جھۃ الشرع ولا من جھۃ العقل کما ذکرہ الشیخ ابن الھمام من الحنفیۃ فی فتح القدیر وفی کتابہ المسمی بتحریر الاصول وبعدہ موجوبہ صرح الشیخ ابن الحاجب فی مختصر منتھی الاصول من المالکیۃ والمحقق عضد الدین من الشافعیۃ وذکر ابن امیر الحاج فی التحبیر شرح التحریر ان القرون الماضیۃ اجمعوا علی انہ لا یحل لحاکم ولا مفت تقلید رجل واحد بحیث لا یحکم

سُننے مین آتی ہین۔ پہر ایسے وقت تحقیق مین آیۂ فروع کی تقلید شخصی کو کون پوچہتا ہے اور
کسی خاص شخص کے بلادلیل پیروی کو کون قبول کرتا ہے۔

پس اگر علماء کو نصیحت (خیر خواہی) وحمایت اسلام کا ادعا ہے تو تقلید شخصی کے
جہگڑون کو یک لخت چہوڑدین اور جس مذہب اسلامی کو حق سمجہتے ہین اسکے حق ہونے
کے دلایل عقلی ونقلی لوگون کو سُنادین اور اِس ہوا تحقیق سے بچاؤ کے لئے کوئی
اوٹ واڑ بنادین اور جن سے خود یہہ کام نہ ہوسکے وہ اُن لوگون سے جو اِس کام مین لگ
رہے ہین موافقت کرین انکی مزاحمت اور معارضہ کے لئے مستعد نہ ہوجاوین جس مذہب

و لایفتی فی شیء من الاحکام الا بقوله ترجمہ مجتہد معین کے تقلید کے واجب ہونے
پر کوئی دلیل نہین نہ شریعت کی طرف سے نہ عقل کے چنانچہ حنفیون مین سے شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر [illegible] مین ذکر کیا ہے اور مالکیون مین سے شیخ ابن عبد السلام نے مختصر منتہی الاصول
مین اور شافعیون مین سے قاضی عضد نے اور ابن امیر الحاج نے تحبیر شرح تحریر
مین کہاہے پہلے زمانون کے لوگون نے اسپر اجماع واتفاق کیاہے کہ کسی حاکم ومفتی کو ایک
ہی شخص کا مقلد رہنا اِس طور پر کہ کسی مقدمہ مین بجز قول اِس شخص کے کسی اور کے قول پر فتوی
وحکم نہ دے جایز نہین ہے' یہہ دعوی اجماع واتفاق ہمنے بہت کُتب اصول جیسی شرح تحریر
شرح مسلم۔ شرح مختصر الاصول۔ مغتنم الحصول۔ تقریر الاصول۔ عقد الفرید شرنبلالی حنفی
انتباہ۔ وحجۃ اللہ تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ مین پایا ہے مگر خوف تطویل سے اِن
دو تین کتابون کی نقلون پہ اکتفا کیا۔

[illegible]

التماس

اِن چارون حواشی کے بیان سے تقلید مذہب معین کو واجب نہ سمجہنے مین ہماری معذوری
ومجبوری سامعین وناظرین کو واضح ہوگی۔ ومع ذلک قایلین وجوب تقلید مذہب معین کی
خدمات بابرکات مین بڑے ادب وخلوص کے ساتہ التجا والتماس کیجاتی ہے کہ اگر ہمارے اِن مسکات

(حنفی یا شافعی یا اہلحدیث) کو کوئی دلیل سے ثابت کرنا چاہے اور لوگون سے اِس مذہب کو
تسلیم کراوے اسی مذہب کے ثبوت وتسلیم کو غنیمت جان لین اور اسکو ثبوت وتسلیم اسلام
شمار کرین اور یہہ خیال کرین کہ دین اسلام اِن سب مذاہب اسلامیہ کا مجموعہ ہے پس
جو مذہب منجملہ ان مذاہب کے ثابت ہوگا اُسی سے ثبوت اسلام متصور ہے اور جس مذہب
کا اِن مذاہب سے رد وابطال ہوگا اُسی مین رد وابطال ایک جزو اسلام کا پایا جاویگا
اور اگر سب مذاہب اسلامیہ ایک دوسرے کی رد مین متوجہ ہون گے تو مجموعہ
اسلام باتفاق مجموعہ اہل اسلام رد ہوجائیگا والعیاذ باللہ +

بہائیو اِن باتون کو خیال مین لاؤ اور باہمی جہگڑے چہوڑ کر جس مذہب کو حق سمجھتے ہو
اسکا ثبوت بلا مزاحمت دوسرے مذاہب اسلامی کے بہم پہنچاؤ اور وصیت خداوندی واعتصموا
بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا ۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم کو عمل مین لاؤ

بقیہ حاشیہ

ومستندات کی برخلاف کسی صاحب کے خیال مین کوئے دلیل وجوب تقلید مذہب معین ہو تو خدا
کے لئے ہمکو اسپر آگاہ فرمادین اور ہماری معذوری ومجبوری کو اٹہادین ہم بکمال شکر گذاری
اِس دلیل کو بسر وچشم قبول کرینگے اور اُس ہادی ومحسن کے بال بال سے گرویدہ وممنون احسان
ہون گے۔ ہم آجکل اِس دلیل کی تلاش رکہتے ہین اور تقلید مذہب معین کو اِس زمانہ آزادی مین
دل سے چاہتے ہین اور اپنی عقل وخیال سے پسند کرتے ہین اور اِس مرض آزادی کے لئے
اِسکو عمدہ علاج سمجہتے ہین مگر افسوس! پہر افسوس!! ہم اسپر کوئی شرعی سند ودلیل نہین پاتے
اِسلئے لوگون پر اسکے وجوب کا حکم نہین لگا سکتے اور اِس آزادی کا وہی علاج متعین سمجہہ بیٹہے ہین
جسکے عمل وبیان کے درپے ہین۔ اگر کوئی خدا کا پیارا ہمکو تقلید مذہب معین کی دلیل شرعی بتادے
تو ہم بشکر گذاری اُسکو قبول کرینگے اور اِس مرض آزادی کے علاج کے لئے تقلید مذہب معین
کو اکسیر سمجہہ کر اُسکے اثبات مین اپنی قوت واوقات کو خرچ کرین گے اور اس مشکل علاج کو جو ہمارے
سر پر جبل عظیم کا سا بوجہہ ہے فوراً ترک کر دین گے۔ ناظرین باتمکین ومنصفین اہل دین سے

آیندہ اختیار ہے ع ہر کسی مصلحت خویش نکو میداند +

اَب ہم اصل مطلب کیطرف توجہ کرتے ہیں اور ہمیں خدا تعالی سے توفیق چاہتے ہیں مگر وہ مطلب ایک **مقدمہ** کے بیان پر موقوف ہے جسمین منشاء اختلاف مذاہب کا بیان کرنا اور چند شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب دینا- اور چند اصلاحات واصول اہلحدیث کا بیان کرنا مدنظر ہے -

منشاء اختلاف کے بیان سے غرض ومفاد دو امر ہین- **ایک** یہہ کہ ہمارے بہائی تیز متبعین وتازہ مجتہدین مجتہدین سابقین سے سوء ظنی چھوڑ دین اور دیدہ دانستہ مخالفت نصوص کا اُن پر گمان نہ رکہین - اور یہ اعتراض نہ کرین کہ جس حالت مین احادیث صحیحہ نبویہ دفاتر ودواوین سنت میں موجود اور آفاق میں مشتہر ہو چکے ہیں تو پہر بعض آئمہ نے بعض احادیث کا عمل کیوں ترک کیا ہے- **دوسرا** یہہ کہ ہمارے بہائی مقلدین مجتہدین کی بعض احادیث پر عمل ترک کرنے سے اُن احادیث کی بے اعتبار وناقابل عمل ہونے کی دلیل نہ سمجہہ لیں اور اس خیال سے اُن احادیث کے برخلاف تقلید مجتہدین کو واجب نہ جانین بلکہ یہ یقین کرلین کہ مجتہدین کا اُن احادیث پر عمل نہ کرنا ایسی اسباب سے ہی ہوا ہے جو ہمارے وقت آکر ہمارے حق مین متحقق نہین ہین لہذا اُن احادیث پر عمل نہ کرنے میں مجتہدین معذور تہے ہم معذور نہین ہین-

پس واضح ہو کہ بیان منشاء وسبب اختلاف آئمہ بہت سی کتابون مین ضمناً پایا جاتا ہے،

امید ہے کہ میری اس التماس کو حسن ظنی سے قبول فرماکر مجہے اس بیان وخیال مین خطا پر پاوین تو بیان حق بادلیل سے میری رہنمائی کرین اور اگر اُسکو حق پاوین اور اُسکے خلاف کا اثبات نکرسکین تو میرے خیال کی موافقت وتائید مین قلم اٹہاوین یہ نہ ہوسکے تو سکوت ہی عمل مین لاوین مجادلین زمانہ کی طرح میرے رد وجواب کے درپے نہ ہوجاوین- مین کسیکے رد وجواب کے درپے نہین ہون میری کلام کو خود بخود اپنا رد وجواب قرار دیکر مجہسے جہگڑا لڑائی شروع نہ کردین - آیندہ توفیق منجانب اللہ -

مگر مستقل طور پر اس امر کا بیان تین رسالون میں میری نظر سے گزرا ہے اول رسالہ **رفع الملام عن الائمۃ الاعلام** تالیف شیخ ابن تیمیہ حنبلی رح دوم رسالہ **الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف** تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح جسکا ماحصل آپنے حجۃ اللہ البالغہ مین بیان کیا ہے) سوم رسالہ **ایقاف علی سبب الاختلاف** تالیف شیخ محمد حیات مہاجر مدنی رح -

ان سب مین رسالہ ایقاف نہایت مختصر ہے اسلئے اس مقام مین اُسکا لفظ بلفظ نقل کرنا مناسب نظر آیا ہے اسمین خلاصہ رفع الملام آجائیگا اسکے بعد خلاصہ کلام حضرت شاہ ولی اللہ کو بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ - مصنف ایقاف فرماتے ہین -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی تقدس بحکمته الاحکام
[illegible]
فی الانام وجعلهم مختلفین الافهام
واصلی واسلم علی سید الکرام وآله
وصحبه الی یوم القیام اما بعد فهذه
ایقاف علی سبب الاختلاف اعلم ان الله
تعالی اصطفی من خلقه محمد صلی الله
علیه وسلم وجعل نبیهم وبینه رسوله
وعلمه کل ما یتعلق بالدین الذی بعث به
وکان اصحابه الذین اختارهم الله لصحبته
ونصرة دینه مغترفین من بحور علومه
منهم المقل والمکثر علی قدر الاستعداد
والفهم والملازمة -

پاک ہے وہ خداوند تعالیٰ جس نے اپنی حکمت
[illegible]
سے لوگوں میں عقلوں کو بانٹا اور انکو مختلف سمجھ کا
کردیا اور درود وسلام (آنحضرت) سب بزرگوں
کے سردار پر ہو - اور آپ کی آل و اصحاب پر قیامت
کے دن تک - اسکے بعد یہ رسالہ ہے ایقاف علی
سبب الاختلاف تو جان کہ بلاشبہ خدا تعالیٰ نے
آنحضرت صلعم کو اپنی مخلوق سے چن لیا اور اپنے
بندوں میں اور انمیں پیغامبر بنایا اور انکو سب کچھ
جو دین کے متعلق تھا تعلیم فرمایا اور آنحضرت کے
اصحاب جنکو خدا نے آپکی صحبت اور آپکے دین کی مدد
کے لئے چن لیا تھا آپکے دریا علوم سے چلو بھرتے تھے
اپنی سمجھ و قابلیت و صحبت کی اندازہ کے موافق

والناس في ذلك متباينون تباينا عظيما
ولم يحط احد منهم بجميع معلوماته
بل ولا بجميع مقولاته اذ لا تحيط الانهار
بالبحور ولكنه صلى الله عليه وآله وسلم
ما مات حتى بلغ الى عموم امته جميع
ما امر بتبليغه اليهم وكانوا متفرقين
الا انهم في مختلف الامكنة والبلدان
وكان عند بعضهم من العلم ما ليس عند
غيره وكانوا يختلفون تارة في المعنى من
النص كما وقع لما امرهم النبي صلى
الله عليه وآله وسلم ان لا يصلوا
العصر الا في بني قريظة فمنهم من
اخذ بظاهره ومنهم من اخذ
بتاويله ويختلفون تارة في الاستنباط
من النص بالقياس كما وقع لعمرو بن العاص

کوئی کم کوئی زیادہ - اسمین وہ آپسمین بڑا
فرق رکھتے انمین سے کسینے آپ کے سبھی
معلومات اور اقوال پر احاطہ نہ کیا کیونکہ
نہرین دریاون کو گھیر نہین سکتین ولیکن
ہنوز آنحضرت فوت نہ ہوئے تھے کہ جملہ امت
کو سبھی کچھ جسکی تبلیغ کی وہ مامور تھے
پہنچ گیا وہ لوگ متفرق وطنون مختلف مکانون
وشہرون مین تھے انمین ایک کو وہ علم
ہوتا جو دوسرے کے پاس نہ ہوتا - اور
کبھی وہ معنی حدیث مین اختلاف کرتے
جیسے ان لوگون کو اتفاق ہوا جنکو آنحضرت
نے حکم دیا تھا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ+ ہی مین
پڑھین پھر کسینے اسکے ظاہری معنی لئے کسی
نے تاویل کی اور کبھی نص (آیہ قرآن یا حدیث)
سے استنباط کرتے تھے مین اختلاف کرتے جیسے عمرو بن عاص

+ بنی قریظہ قبیلہ یہود کا نام ہے جو آنحضرت صلعم کو بہت ستاتے اور ہمیشہ فتنہ وفساد برپا رکھتے تھے جب آنحضرت
نے غلبہ وتسلط پایا تو انکو نواح مدینہ سے جلاوطن کر دیا - اسموقع پر جب نبرد آزمائی کو نکلے تو یہ حکم دیا پھر کسینے
انمین سے اس حکم کے ظاہری معنی کا لحاظ کیا اور کہا کہ ہم راستہ مین نماز پڑھین گے اور کسینے اس
حکم کی تاویل کی اور یہ بات کہی کہ اس حکم سے جلد پہنچنا مقصود ہے نماز مین تاخیر کرنا
مقصود نہین ہے - پس نماز راستہ مین پڑھ لی جب آنحضرت کے پاس آئے تو آنحضرت
نے کسی فریق کو سرزنش نہ کی - دیکھو صحیح بخاری -

حین تیمم من الجنابة فی شدة البرد
متأولاً قوله تعالیٰ لا تقتلوا انفسکم وتارة
فی غیر ذلك ثم انتقل صلی الله علیه
وآله وسلم وقام مقامه وزیره
الاکبر وصدیقه الافخر فکان رضی الله
عنه یعمل بالکتاب وما بلغه من سنة
وان لم یجد فیهما شاور الصحابة فان
وجد عندهم نصاً اخذ به وقد فاته
بعض الاحادیث [illegible] علی ما فی
الکتاب والسنة او علی احدهما
واخذ به۔

صحابی کو اتفاق ہوا جبکہ اونہون نے سخت
سردی مین جنابت سے تیمم کرلیا اور
کبھی اور امور مین اختلاف کرتے پہر آنحضرت
صلعم رحلت فرما ہوئے تو آپ کے قائم مقام
وزیر اکبر اور صدیق افخر ہوئے تو آپ کتاب اللہ
اور حدیث رسول اللہ پر جو آپکو معلوم ہوتی
عمل کرتے ان دونون مین (اپنے نزدیک)
کوئی حکم نہ پاتے تو اور اصحاب رسول اللہ
سے مشورہ کرتے پس اگر اُن اصحاب
کے پاس کوئی حدیث پاتے تو اسکو عمل مین
لاتے اور بعض حدیثین آپ کو معلوم ہی نہین ہوتین
اور اگر اُن کے پاس بھی کوئی حدیث نہ پاتے تو کسی حکم کو کتاب و سنت پر قیاس فرماتے +

مترجم کہتا ہی اس رسالہ مین جا بجا اکابر صحابہ کے قیاس کرنیکا ذکر ہی اور بہت سی کتب حدیث مین انہی اکابر صحابہ سے
قیاس کے نفی و مذمت بھی مروی ہی چنانچہ شمہ ازان ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۵ نمبر پانزدہم مین ہم بیان کر چکے ہین ان آثار
نفی و مذمت کی نظر سے اصحاب ظواہر آثار مثبتہ قیاس کی یہ تاویل کرتے ہین کہ جن مسایل کو ان اکابر نے بصورت قیاس بیان
کیا ہے اُن مسایل مین انکا اعتماد در اصل قیاس پر نہ تہا بلکہ اور دقیق استنباط کتاب و سنت پر تہا جسکو اُنہون نے
لایق سمجہہ مخاطبین نہ دیکہا اسلئے اُن مسایل کو سمجہ مخاطبین کے موافق صورت و پیرایہ قیاس مین بیان کیا اس تاویل
کی تائید مین وہ یہہ نظیر پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے ایک عورت نے اپنی مان کیطرف سے حج کرنیکا حکم پوچہا تو آپ نے
جواب دیا کہ اگر تیری مان پر قرض ہو تو اسکو تو ادا کرے یا نہین اُسنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ پس آنحضرت نے فرمایا کہ خدا
کا حق بھی ادا کر۔ اور وہ کہتے ہین کہ یہ حکم آنحضرت نے مخاطب کے سمجہانیکو پیرایہ قیاس مین بیان کیا ہی نہ یہ کہ درحقیقت آنحضرت نے
حج کا قرض پر قیاس کیا ہی کیونکہ قیاس بوقت موجود نہونے نص کے ہوتا ہی اور آنحضرت کا کلام خود نص ہے جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے

ثم انتقل الی الله تعالی وقام مقامه
الفاروق رض وکان یعمل بالقرآن والحدیث
وان لم یجد فیهما شیئا شاور الصحابة
فان وجد عندهم نصًّا اخذ به وقد
فاته بعض الاثار والاحکان غالبا
او تارة یاخذ بقول الصدیق والاجتهد
واستخرج اراء الناس فما راه صوابا
اخذ به وقلما یخطئ فی رایه ثم انتقل
الی الله تعالی وقام مقامه ذو النورین
رضی الله عنه فکان یاخذ بالکتاب
والسنة وقول الشیخین غالبا او تارة
ثم انتقل الی الله تعالی وقام مقامه
زوج الزهراء رضی الله عنهما فکان یاخذ
بالکتاب والاثر والقیاس الا انه رض وکانت
الصحابة رضی الله تعالی عنهم اعلم الناس
بالکتاب السنة وافهمهم بهما وکانوا
یعملون بهما وکانوا یرجعون عن اقوالهم
وافعالهم اذا بلغهم الحدیث الذی
فاتهم وکانوا یختلفون فی بعض الفروع
ولم یقصروا فی اتباع الحق وتفرقوا
فی مشارق الارض ومغاربها وجنوبها.

پھر آپنے انتقال کیا اور آپ کے قایمقام
عمر فاروق رض ہوے وہ بھی قرآن وحدیث پر
عمل کرتے اور اگر قرآن وحدیث مین کوئی امر نپاتے
تو اور اصحاب سے پوچھتے اُن کے پاس کوئی حدیث
پاتے تو اسکو لیتے اور بعض حدیثین آپکو بھی معلوم نہین
ہوئین اور اگر کوئی حدیث اُن کے پاس بھی نپاتے
تو اکثر یا کاھے قول صدیق اکبر کو بھی عمل مین لاتے
ورنہ خود اجتہاد کرتے اور لوگون کی رائے بھی لیتے
پھر جس راے کو صواب سمجھتے اسپر عمل کرتے اور اپنی راے
مین خطا کم کرتے پھر آپنے انتقال کیا تو آپ کی قایمقام
عثمان ذو النورین ہوے وہ بھی کتاب وسنت پر اور غالبا
یا نادرًا قول شیخین (صدیق وفاروق رض) پر عمل کرتے
پھر آپنے انتقال کیا اور آپکے قائمقام (علی مرتضی)
شوہر فاطمہ زہرا (سلام الله علیہا وعلی ابیہا) ہوے تو آپ
بھی قرآن وحدیث وقیاس پر عمل کرتے اور سبھی صحابہ
کو قرآن وحدیث کا علم وفہم خوب تھا اور وہ سب
قرآن وحدیث پر عمل کرتے اور اپنے قول وفعل سے
رجوع کر لیتے جب اُن کو (اپنے قول وفعل کے مخالف)
کوئی حدیث پہنچتی جو پہلے نہ پہنچی تھی اور بعض
فروعات مین آپسمین اختلاف بھی رکھتے مگر امر حق
کے ماننے مین قصور نہ کرتے وہ مشرق ومغرب وجنوب

وشمالها واخذ منهم العلوم اقوام
متفرقون ثم لایزالون یقلون وکثر
الاختلاف بسبب اتباعهم الذین
اخذ منهم العلوم حتی انقرضوا
بالکلّیة -
وقام مقامهم فی الفتوی وغیرہ علماء
التابعین وزادوا فی الاختلاف لاختلافهم
فی العلوم والفهوم ثم قام مقامهم
علماء التابعین وزادوا فی الاختلاف
وربما اتفقوا هم ومن بعدهم فیما
کان مختلفا فیه قبل فصار الامر الذی
یجتمعون علیه مجمعا علیه بعد ما کان مختلفا
فیه وکان فی کل زمن وبلد خلق کثیر
من اهل الاجتهاد والفتوی والحدیث ونحوها
وکانت لهم مذاهب مختلفة وارائهم متبددة
ووفق الله تعالی تلامذة الائمة الاربعة
واصحابهم فحفظوا مذاهبهم ودونوها ونشروها
حتی لم یبق من اتباع غیرهم الا اقل قلیل
لحکمة یعلمها الله تعالی وندرست مذاهب

وشمال مین پہیل گئے تہے اور مختلف قومون
نے انسے علوم حاصل کی پہر اصحاب کم ہوتے
گئے اور اختلاف بڑہتا گیا اُن لوگون کی جہت
سے جنہون نے اُن سے علوم حاصل کیا تہا یہانتک کہ وہ
بالکل تمام ہوئے -
اور فتوی وغیرہ مین تابعین اُن کے قایمقام
ہوئے اور وہ اختلاف علم وفہم کے سبب
اختلاف مین بڑہ گئے پہر تبع تابعین انکے قایمقام
ہوئے تو وہ اختلاف مین اَور بھی بڑہ گئے اور بعض
مسائل مین جنمین پہلے صحابہ مین اختلاف تہا تابعین
وتبع تابعین کا اتفاق ہوگیا اور وہ امر اختلافی
اتفاقی بنگیا ہر زمانہ اور شہر مین بہت لوگ
صاحب فتوی وحدیث واجتہاد ہوگئے اور انکے
مذاہب مختلف اور آرا متفرق ہوگئی - خداتعالی
نے آیمہ اربعہ کے شاگردون اور صحبتیون کو
توفیق دی تو اُنہون نے ان کے مذاہب
کو ضبط کیا اور اُنکی کتابین تصنیف کین اور
اون کو پہیلایا یہانتک کہ خدا کی حکمت† سے
جسکو وہی جانتا ہے اور مذاہب کے اتباع بجز اقل قلیل

† مترجم کہتا ہے کہ مذاہب اربعہ کی شہرت اور دوسرے مذاہب حقہ کی دراست وندرت کی اصلی حکمت کا خدا
ہی کو علم ہوگا جیسا کہ مصنف نے کہا ہے مگر اسکا ظاہری سبب دنیاوی شوکت وریاست ہی علما نے بیان کیا ہے

غيرهم بقيت مذاهبهم معمولة — وسبب الاختلاف اشياء كثيرة لا يمكن حصرها منها الاختلاف في العلوم والفهوم وكون النصوص قابلة للاحتمالات باعتبار سيق الالفاظ والنظم والتركيب والسياق وغير ذلك

باقی نہ رہے وہ مذاہب بے نشان ہو گئے انہی چاروں اماموں کے مذہب معمول و مروج رہے ان سب مذاہب کے اختلاف کے بہت سبب ہیں جنکا حصر و شمار ممکن نہیں ہے ازانجملہ علموں اور سمجھوں کا مختلف ہونا اور نصوص (قرآن و حدیث) کا الفاظ و نظم و ترکیب کے

کہ مذہب امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور مذہب امام مالک علیہ الرحمۃ کا سبب اشتہار یہ ہوا ہے کہ اُن مذاہب کے اکابر و اعیان کو قضاء و قرب حکام وقت حاصل تھا پس اس قرب و رتبہ کے ذریعہ سے اونہوں نے اُنہی مذاہب کو پھیلایا جنکو اپنے اعتقاد میں برحق اور سُنّت کے مطابق سمجھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے کتاب **حجۃ اللہ البالغہ** کے صفحہ ۱۵۱ میں کہا ہے وکان اشهر اصحابه ذكرا ابو يوسف تولى قضاء القضاة ايام هارون الرشيد فكان سببا لظهور مذهبه والقضاء به في اقطار العراق وخراسان وما وراء النهر [illegible] ترجمہ [illegible] امام ابو حنیفہ کے صحبتیوں میں بڑے مشہور و معروف امام ابو یوسف تھے وہ ہارون رشید کے عہد میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور ہو گئے یہ اِن کے مذہب کے ظاہر ہونے اور اُسکے موافق عراق و خراسان و ماوراء النہر کے اطراف میں قضا نافذ ہونے کا سبب ہوا اور حضرت شاہ عبد العزیز **بستان المحدثین** میں فرماتے ہیں ابن حزم درجائے نوشتہ کہ این دو مذہب در عالم از راہ ریاست و سلطنت رواج و اشتہار گرفتہ اند مذہب ابو حنیفہ و مذہب مالک زیرا کہ قاضی ابو یوسف قضاء کل ممالک بدست او بود از طرف او قضاۃ میرفتند پس بر ہر قاضی شرط میکرد کہ عمل و حکم بمذہب ابو حنیفہ نماید و در اندلس یحیی بن یحیی را نزد سلطان آنوقت بحدے مکنت و جاہ حاصل گشت کہ ہیچ قاضی و حاکم بے مشورہ او منصوب نمیشد پس او غیر از یاران و ہمدمان خود را متولی نمی ساخت انتہی کلام ابن حزم۔ جناب شاہ صاحب نے اندلس میں مالکی مذہب کے رواج کا یہی سبب بتایا ہے کہ لوگ اندلس سے حج و زیارت مدینہ منورہ کے لئے آتے اور مدینہ میں امام مالک کی فضیلت اور بزرگی و وسعت علم کا حال سنکر اندلس میں

نقل الحافظ ابن القیم عن ابن حزم رحمہما الله ما حصله انه قد یحفظ الانسان الحدیث فلا یحضره ذکره فیفتی بخلافه وقد یعرض هذا فی القرآن الا ترى ان عمر رضی الله عنه نهى ان یزاد فی المهر على عدد مهر النبی صلى الله علیه وسلم حتى ذکرته امرأة بقول الله تعالى وآتیتم احدٰهن قنطارا فترك قوله وقال کل واحد اعلم من عمر [illegible] امر برجم امرأة ولدت لستة اشهر فذکره علی رضی الله تعالى عنه بقوله تعالى وحمله وفصاله ثلثون شهرا مع قوله تعالى والوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین فرجع عن الامر برجمها وهم ان یسطو بعیینة بن حصن اذ جفا علیه حتى ذکر الحارث

لحاظ سے کئی معنون کا محتمل ہوتا وغیر ذلک حافظ ابن القیم نے (امام) ابن حزم سے خدا دونون پہ رحم کرے نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی انسان کو حدیث یاد ہوتی ہے مگر فتوی دینے کیوقت اُسکا دھیان نہین ہوتا پس وہ اسلئے حدیث کے برخلاف فتوی دیتا ہے اور یہی امر کبھی قرآن کی نسبت پیش آتا ہے تو نے نہین جانا کہ حضرت عمر نے ازواج مطہرات سے بڑھکر مہر مقرر کرنے سے منع کیا تو ایک عورت نے آپکو خدا کا یہ قول کہ تمنے عورتون کو بہت مال مہر مین دیا ہو تو ان سے [illegible] یاد دلایا تو اُنہون نے اپنا قول چھوڑ دیا اور (بتواضعا) یہہ بھی فرمایا کہ مجھہ سے سبھی لوگ علم مین زیادہ ہین اسیطرح حضرت عمر نے ایک عورت کو جس نے چھہ مہینے کا بچہ جنا تہا بعلت زنا سنگسار کرنیکا حکمدیا تو حضرت علی مرتضی نے خدا کا یہ قول کہ بچے کا حمل اور دودھ پلانا ڈھائی برس ہے تا ہے معہ اس قول کے کہ مائین اپنی اولاد کو دو برس دودھ پلائین جو پورا دودھ پلانا چاہین یاد دلایا اور یہہ جتایا کہ پہلی دو

جانتے تو اس سے اندلس کے لوگ امام مالک کے معتقد و مقلد ہو جاتے اور جو مصنف رحمہ اللہ نے تصنیف و تدوین کتب مذاہب اربعہ سے خاص کیا ہے یہ خصوصیت اکثر مذاہب کی نسبت صحیح ہے اس سے مذہب محدثین مستثنی ہے اس مذہب کی تدوین مذہب مجتہدین کی تدوین سے پیشتر ہو چکی ہے جس نے کتب حدیث کو دور سے بھی دیکھا ہوگا اس پر یہ امر مخفی نہ ہوگا۔

بن قیس بقول الله تعالی واعرض عن
الجاهلین ومن انکر موته صلی الله تعالی
علیه وسلم حتی قرع قوله تعالی انك
میت وانهم میتون فرجع عن ذلك
وقد کان علم الآیة ولکن نسیها لعظم
الخطب الوارد علیه وقد یذکر العالم
الدلیل ولکن یتاول فیه تاویلا
من خصوص ونسخ وغیرهما ولا شك
ان الصحابة رضی الله عنهم ما کان
یکون احد منهم یطلع علی جمیع ما
صدر عنه صلی الله علیه وسلم لاشتغالهم
بامر معاشهم واغراضهم فیحضر
عنده بعض دون بعض فلما مات
صلی الله علیه وسلم وولی ابو بکر
کان اذا جاءتهم القضیة ولیس
فیها نص سأل غیره فان وجد نصا
تبعه والا اجتهد قد یکون فی تلك
القضیة نص عند غیر من کان حاضرا
عنده کان التیمم للجنب عند
عمار وغیره وغاب عن عمر بن
مسعود وجواز المسح علی الخفین

چھ مہینے کم سے کم مدت حمل کا ذکر ہے پس انہوں نے اس حکم
سے رجوع فرمایا اور آپنے عیینہ ابن حصن پر جب اُس نے
آپ کی جناب میں گستاخی و سختی کی حملہ کرنا چاہا تھا تک
کہ حارث بن قیس نے خدا کا یہ قول کہ جاہلوں سے درگذر
کر یاد دلایا تو آپ نے اس سے درگذر کیا اور آپ نے
(آنحضرت کے فوت ہوجانے کو تعجب سمجھکر) اس سے
انکار کیا یہانتک کہ ان کے سامنے یہہ قول خداوندی
(ای محمد) تو بھی مرنیوالا ہے اور وہ بھی مرنیوالے
ہیں پڑھا گیا تب اُنہوں نے اس انکار و اصرار سے رجوع
فرمایا یہ آیت تو اُنکو معلوم تھی ولیکن اس بھاری امر
[illegible]
(آنحضرت کی موت) کے سبب اُسکو بھول گئے تھے
اور کبھی کوئی عالم (مسئلہ) کی دلیل یاد رکھتا ہے مگر
اسمیں تجویز نسخ یا تخصیص وغیرہ تاویل کرتا ہے۔
اور اسمیں شک نہیں کہ آنحضرت کے اصحاب سے کوئی
اُن سب باتوں پر مطلع نہ ہوتا جو آنحضرت سے صادر
ہوئیں کیونکہ وہ اپنی معاش وغیرہ امور میں مشغول
رہتے اور آنحضرت کے پاس بعض حاضر ہوتے بعض نہ ہوتے
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور ابوبکر
صدیق اُنکے خلیفہ ہوئے تو جب اُن کے پاس
کوئی قول خدا و رسول نہ ہوتا تو آپ اور لوگوں سے
پوچھتے پھر اگر اُن کے پاس کوئی قول خدا و رسول

عند علی رض وحذیفہ رض وغاب عن
عایشہ وابن عمر وابی ھریرۃ
مع انھم مدنیون وتوریث بنت
الابن مع البنت عند ابن مسعود
وغاب عن ابی موسی وتوقیت
الاستیذان کان عند ابی موسیٰ
وابی سعید وابیّ وغاب عن الفاروق
وعلم جواز النفر للحایض اذا طافت
طواف الفرض عند ابن عباس رض
وام سلیم وغاب عن زید بن ثابت
وکان علم نسخ حل متعۃ النساء
وعلم حرمۃ الحمر الاھلیۃ عند
علی وغیرہ وغاب عن ابن عباس
وکان علم عدم جواز الصرف نسیئۃ
عند عمر وابی سعید وغیرھما
وغاب عن طلحۃ وابن عباس ومثل ھذا
کثیر او مضی الصحابۃ وخلفھم
التابعون الآخذون عنھم وکانوا
مختلفین فی العلوم والافھام
وکل کان یفتی علی مبلغ علمہ ولا یکلف اللہ

پاتے تو اُسکی پیروی کرتے ورنہ اجتہاد کرتے
اور کبھی خدا اور رسول کا قول اس شخص کے پاس ہوتا
جو وہان حاضر نہ ہوتا تھا جنبی کے لئی تیمم کا حکم عمار
وغیرہ کو معلوم تھا اور حضرت عمر وابن مسعود کو نا معلوم
مسح موزہ کا جواز حضرت علی مرتضیٰ و حذیفہ کے پاس
تھا اور حضرت عایشہ اور ابن عمر وابی ہریرہ سے
باوجودیکہ یہہ مدینہ کے رہنے والے تھے مخفی تھا پوتی کو
بیٹی کے ساتھہ چھٹے حصہ کا وارث کرنا حضرت ابن مسعود
کو معلوم تھا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو نا معلوم
[illegible]
کی حدیث حضرت ابوموسیٰ وابوسعید خدری وابی بن
کعب کو معلوم تھی اور حضرت عمر فاروق سے مخفی حیض
والی عورت کو طواف فرض کے بعد طواف رخصت
کے سوائے مکہ سے کوچ کرنیکا جواز حضرت ابن عباس وام سلیم
کو معلوم تھا اور حضرت زید بن ثابت کو نا معلوم ۔
متعہ کا منسوخ ہونا اور گدہے کا حرام ہونا حضرت علی
مرتضیٰ کو معلوم تھا اور حضرت ابن عباس پر پوشیدہ
چاندی سونیکی بیع مین نسیہ (قرض) کا عدم جواز عمر فاروق
اور طلحہ وابن عباس پر مخفی ۔ اور اسکی مثالین اور بہت
ہیں (ازانجملہ بعض کا ذکر عنقریب آتا ہے) صحابہ گذر گئے تو ان کے
تابعی (مجتہد) ہوئے جو انسے علم حاصل کئے تھے وہ بھی علمون اور فہمون مین مختلف تھے اور وہ سب بقدر اپنے علم

نفسًا الا وسعها وكل ما جور على
ما اصاب فيه اجرين وما جور
فيما خفي عنه اجرًا واحدًا وقد
يبلغ الرجل لضان ظاهر التعارض
فيميل الى احدهما بنوع من الترجيحات
ويميل غيره الى ما تركه بنوع آخر
من الترجيحات ومثل هذا كثير۔
ولهذه الوجوه ترك بعض العلماء ما تركوا
من الاحاديث والآيات وخالفهم نظر
ءهم فانهم [illegible] اولئك و
اخذ اولئك ما ترك هو لاء لا للقصد
الى خلاف النصوص واذا قامت الحجة
على من بلغه شيء صحيح من الدليل اى
من غير تعارض ونحوه فلم يبق تركه
الا للعناد والتقليد وعلى هذه الطريقة
كانت الصحابة رضي الله عنهم انتهى كلامه
ملخصًا ونقل ابن القيم ايضا عن شيخه ابن
تيمية جامع الاعذار في ترك من ترك

اور کسی کو خدا نے اسکی طاقت سے بڑھکر مکلف نہین
کیا اور سب اِس فتوی مین خدا کیطرف سے ثواب پاتے
ٹھیک فتوی دیا تو دو ثواب ورنہ ایک اور کبھی کسیکو
حدیثین باہم متعارض پہنچتین تو وہ ایک حدیث کیطرف
کسی وجہ ترجیح کی نظر سے مایل ہوتا اور دوسرا اس حدیث
کیطرف جسکو اُس نے چھوڑ دیا تہا اور وجہ سے مایل ہوتا
اسکی مثالین بھی بہت ہین۔
ان وجوہات سے بعض علماء نے بعض آیات وحدیث
کو ترک کیا ہی اور اُنکے ہمسرون نے اُنکا خلاف
کیا اُنہون نے احادیث کو لیا جنکو پہلون نے
ترک کیا تہا اور پہلون نے ان حدیث کو ترک کیا
جنکو اُنہون نے ترک کیا نہ اسلیئے کہ عمدًا النصوص
(آیات وحدیث) کا خلاف کرین (بلکہ ان وجوہات سے
جنکو ہم بیان کر چکے ہین) اور جب کسی کو دلیل صحیح
(آیات وحدیث) بلا تعارض وغیرہ موانع عمل کے
پہنچ جائے تو اسکو اِس دلیل کا ترک کرنا بجز عناد یا تقلید †
باقی نرہا۔ صحابہ اسی طریق پر تہے کلام ابن القیم جو اُس نے
ابن حزم سے نقل کیا تہا تمام ہوا اور ابن القیم نے اپنے استاد ابن تیمیہ

† جیسا کہ اسوقت کے علماء کا حال ہے کہ حدیث صحیح سنتے ہین اور اُسمین کوئی تاویل بہی
نہین کرسکتے اور نہ اُسکو ضعیف ومنسوخ کہہ سکتے ہین پہر صرف اس عذر سے کہ ہمارے امام نے
اس حدیث پر عمل نہین کیا اس حدیث کو رد کردیتے ہین۔

من الائمة حديثا ثلثة اصناف احدها
عدم اعتقاده انه صلى الله عليه وسلم
قاله والثانى عدم اعتقاده انه اراد
تلك المسئلة بذلك القول الثالث
اعتقاد نسخه وهذه تتفرع الى اسباب
متعددة منها ان لا يكون الحديث قد
بلغه وقاس قد يوافق قياسه الحديث
المتروك ويخالفه آخر وهذا السبب هو
الغالب على اكثر ما يوجد من اقوال
السلف مخالفا لبعض الاحاديث فان
الاحاطة بحديث رسول الله صلعم
لم يكن لاحد واعتبر بالخلفاء الراشدين
الذين هم اعلم الناس برسول الله
صلى الله عليه وسلم خصوصا الصديق
الاكبر الذى قل ما فارقه وقد
خفى عليه ميراث الجدة وعلمه المغيرة
بن شعبة وعمران بن حصين ومحمد بن مسلمة
وخفى على عمر توريث المراة من دية زوجها
حتى اخبره رجل من اهل البادية وخفى
عليه حديث اخذ الجزية عن المجوس حتى
اخبره عبد الرحمن بن عوف وخفى عليه

سے نقل کیا ہے کہ جملہ عذرات اُن آیمہ کے جنہوں نے
کسی حدیث کو ترک کیا ہے تین قسم ہیں - اول
اُس حدیث کو کلام رسول نہ سمجھنا دوسرا
اِس حدیث کے وہ معنی نہ سمجھنا جو معنی اسحدیث
پر عمل کرنیوالے سمجھے ہیں تیسرا اسکو منسوخ سمجھ لینا
ان عذرات کی شاخیں کئی قسم ہیں ازانجملہ یہ کہ
اِس شخص کو حدیث نہیں پہنچی اور اُس نے قیاس کیا
اور اسکا قیاس اِسحدیث متروک کے موافق ہوگیا
اور کسی اور حدیث کے مخالف - یہی سبب ہے اکثر اُن
اقوال علماء سلف کا جو نصوص کے مخالف ہیں
کیونکہ سبھی احادیث رسول پر کسیکو احاطہ حاصل
نہ تھا اسباب میں تو خلفاء راشدین جو رسول کے
حالات سے بہت واقف تھے خصوصًا صدیق اکبر
جو رسول اللہ صلعم سے کم جدا ہوتے کے حال سے عبرت
حاصل کر - صدیق اکبر پر دادی کی میراث مخفی
رہی اور اُنکو مغیرہ بن شعبہ و عمران بن حصین و محمد
بن سلمہ نے بتلائی حضرت عمر پر عورت کو خاوند کی
دیت سے ارث کرنیکی حدیث مخفی رہی یہانتک کہ
ایک جنگل کے رہنے والے نے انکو اسکی خبر دی - اور
آپ پر مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث مخفی رہی یہانتک
کہ عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر وبا

حديث النهي عن القدوم على ما فيه
الطاعون حتى اخبره عبد الرحمن و
خفي عليه حديث الريح حتى اخبره
ابو هريرة وكان يفتي باختلاف
الدية في الاصابع وكان عند ابن
عباس وابي موسى علم ان النبي صلى
الله عليه وسلم قال هذه وهذه
سواء وعمل به معاوية حين
بلغه وكان لا يرى هو وابنه
عبد الله التطيب عند الاحرام
ولا يعتد بسعي الحج قبل طواف الفرض

وقد صح جواز ذلك عنه صلى الله عليه
وسلم وكان يرى عدم التوقيت
في المسح على الخفين وقد صح في التوقيت
احاديث وكان علي وابن عباس يريان
ابعد الاجلين على المتوفى عنها زوجها
وقد صح عنه صلى الله عليه وسلم
ان انقضاء عدتها بوضع حملها
وكان يرى زيد بن ثابت وابن
عمر وغيرهما ان المفوضة
اذا مات عنها زوجها

کی زمین میں جانسے ممانعت مخفی رہی اور وہ
بھی عبدالرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر آندھی
کی †حدیث مخفی رہی جو ابوہریرہ نے بتائی اور آپ
انگلیوں کے خونبہاے میں اختلاف رکھتے تھے
اس باب میں ابن عباس و ابی موسی اشعری کے
پاس یہ علم تھا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بڑی انگل
اور چھوٹی خونبہا میں برابر ہیں (پس آپنے اُسکو قبول
کیا) اور امیر معاویہ نے بھی اسپر عمل کیا ہے
جب اُنکو اسکا علم ہوا اور آپ اور آپ کے صاحبزادہ
عبداللہ احرام حج کے وقت خوشبو لگانیکو جایز
نہ سمجھتے اور طواف فرض سے پہلے سعی حج کے
بھی قایل نہ تھے اور یہ امور آنحضرت سے صحیح
ہو چکے ہیں اور آپ مسح موزہ میں تعیین مدت
کے قایل نہ تھے حالانکہ صحیح حدیث میں تعیین
آچکی ہے اور حضرت علی مرتضی و ابن عباس
اُس عورت حاملہ کی جسکا خاوند فوت ہو جاوے
عدت دونوں عدتوں (وضع حمل یا چار مہینے دس دن)
سے جو دور ہوتی تجویز کرتے حالانکہ آنحضرت
سے صحیح ہو چکا ہے کہ اسکی عدت وضع حمل ہے
اور زید بن ثابت اور ابن عمر وغیرہ کا اعتقاد تھا
کہ جس عورت کا بلا زفاف خاوند مر جاوے

† یعنی وہ حدیث جسمیں یہ بیان ہے کہ آندھی آنے کیوقت کیا کہیں، دیکھو نمبر ۲ ضمیمہ سفیر ہند ۸۶ء

لامهر لها وقد صح انه صلى الله عليه وسلم جعل لها المهر كاملاً †
وهذا باب اسع وما المنقول فيه
عن غير الصحابة ذلك اكثر من ان يحصى
فاذا خفي على علماء الامة وفقهها
بعض السنة فما الظن بمن بعد
هم فمن اعتقد ان كل حديث
بلغ كل فرد من الائمة او اماما
معينا فقد اخطا خطأ فاحشا قال
ابو عمر ليس احد بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم الا وقد خفيت
عليه بعض السنة وهذه الدواوين
جمعت بعد انقراض الائمة ولا يمكن
انحصار الاحاديث فيها وليس كل من
عنده هذه الدواوين يحيط بها علما
بل الذين المتقدمين صدورهم
وهم اعلم ومنها ان يكون الحديث
بلغه لكن لم يصح عنده وصح عند غيره

اور مہر مقرر ہو اسکو مہر لینا نہین آتا حالانکہ
آنحضرت سے صحیح ہو چکا ہے کہ آنحضرت نے
اُس عورت کو پورا مہر دلایا ہی اور یہ باب (مخفیات
صحابہ) فراخ ہے اور جو اِس قسم کی باتین صحابہ کے
سوا اور لوگون سے منقول ہین وہ شمار سے
بڑکر ہے پس جب اُمت کی زیادہ جاننے والے اور بڑے
مجتہدون پر بعض احادیث مخفی ہین تو انکی نسبت
کیا خیال کرنا چاہئے جو اُنکے پیچھے ہوئے -
پس جو شخص یہہ سمجھے کہ سبھی حدیثین سبھی اماموں کو
یا کسی خاص امام تک پہنچ گئی ہین تو اس نے سخت خطا کی
[illegible]
ابو عمر و ابن عبد البر نے لکھا ہے آنحضرت کے بعد کوئی ایسا
شخص نہین ہوا جسپر آنحضرت کی بعض حدیثین مخفی
نرہی ہون اور یہہ حدیثون کے دفتر (کتابین)
گذر جانے ایمہ کے بعد تالیف ہوئی ہین اور
انمین بھی سب حدیثون کا منحصر ہو جانا ممکن
نہین ہے اور یہہ بھی نہین ہوتا کہ جس کے پاس یہہ
سب کتابین موجود ہون اُسکو سبھی کچھہ جو انمین
ہے یاد ہوتا ہے - اور متقدمین کے دفتر

† مترجم کہتا ہے ان مخفیات صحابہ و تابعین و آیمہ مجتہدین کو ہمنے ضمیمجات اخبار شحنہ ہند میرٹھ نمبر ۶ سے ۱۱ تک ایسی تفصیل و ترتیب سے بیان کیا ہے کہ اس تفصیل و ترتیب کو کسی اور کتاب مین نہین دیکھا ناظرین ان پرچون کے طرف مراجعت فرماوین تو امید ہے کمال حظ پاوین +

(89)

فيكون حجة على من بلغه من وجه صحيح لا على من لم يبلغ ولهذا علق كثير من الائمة القول بموجب الحديث على صحته فيقول قولي فيها كيت كيت وقد روي فيها حديث بخلافه فان صح فهو قولي وامثلة هذا كثيرة جدًا۔

وذكر ابن القيم من اسباب الاختلاف اشيا منها ان احد المجتهدين يعتقد ضعف احد والاخر ثقته ومنها ان بعضهم يشترط في خبر الواحد العدل شرطا يخالفه الفقه غيره ومنها عدم معرفته بدلالة الحديث اما لكون لفظ الحديث غريبا عنده او يكون لفظه مشتركا او مجملا او محتملا فيه الحمل على ظاهر معناه الحقيقي والمجازي ومنها عدم تفطنه لدخول فرد معين تحت عام بعد علمه

تو انکے سینہ ہی تہے اور وہ خوب جاننے والے تہے از انجملہ یہہ سبب ہی کہ حدیث تو کسی شخص کو پہنچی مگر بسند صحیح نہ پہنچی سند صحیح سے وہ کسی اور کو پہنچی وہ حدیث اسی شخص کے حق مین لائق سند ہی جسکو سند صحیح سے پہنچی نہ اُسکے حق مین جسکو بسند صحیح نہین پہنچی۔ اسیواسطے بہت سے اماموں نے بعض احادیث کے ماننے کو صحیح ہونیکی شرط پر معلق کیا ہے اور کہا ہے کہ فلان مسئلہ مین ہمارا یہہ قول ہی اور اسکے خلاف مین حدیث مروی ہی (جو صحیح نہین ہے) اگر یہہ حدیث ثابت ہوجاوے تو یہی ہمارا قول ہے اسکی مثالین بہت کثرت سے ہیں

اور ابن القیم نے کہا ہے کہ اختلاف کی بہت سی اسباب ہین از انجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی کو ضعیف سمجہتا ہے دوسرا اسکو ثقہ خیال کرتا ہے از انجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی عادل کی حدیث مین شرط لگاتا ہے جو دوسرا نہین لگاتا از انجملہ یہہ کہ وہ معنی حدیث کو نہین جانتا کیا تو اسلئے کہ اس حدیث کی الفاظ اسکی نزدیک کم استعمال ہین یا اسلئے کہ وہ مشترک المعنی یا مجمل ہی یا یہہ کہ وہ ظاہری معنی حقیقی اور معنی مجازی دونون پر محمول ہونیکی محتمل ہے اور از انجملہ یہہ کہ وہ کسی حدیث کو عام جان کر اسمین کسی خاص فرد کے داخل ہونے کا یقین نہین کرتا

بدا اما لعدم احاطتہ بحقیقة
ذلك الفرد وحماثلتہ لغیرہ من الافراد
الداخلة تحت العام واما لخطرہ
علی بالہ واما لاعتقادہ اختصاصہ
بخصیصة تخرجہ من العام ومنہا
اعتقادہ العموم فیما لیس بعام
او الاطلاق فی المقید فیذهل
عن التقیید منہا اعتقادہ عدم
دلالة اللفظ علی الحکم المتنازع
فیہ [illegible]
اللفظ فی عرف الشرع فیحملہ علی
خلاف مدلولہ او یکون لہ فی
عرف الشرع معنیان فیحملہ علی
احدهما ویحمل غیرہ علی غیر ذلك
او لفهمہ من الخاص العموم او من
العام الخصوص ومن المطلق المقید
ومن المقید المطلق ومنہا ان النص
عارضہ ما یساویہ او اقوی منہ
وللتعارض انواع قال ابن القیم رحمہ اللہ
فمن هداہ اللہ تعالی الی الاخذ بالحق
حیث کان ومع من کان ورد الباطل

کیا تو اسلئے کہ وہ اس فرد کی حقیقت اور بقیہ افراد
سے اسکی مماثلت ومشابہت کا علم نہین رکھتا
یا اسلئے کہ وہ اسمین اپنے دلمین شبہ رکہتا ہے
یا اسکو کسی وجہ خصوصیت سی حکم عام سے خارج کرتا ہے
اور از انجملہ یہہ کہ وہ اسحدیث کو جو عام نہین ہے
عام سمجہتا ہے یا اس حدیث کو جو مقید ہے مطلق
خیال کرتا ہے اور اُسکی قید سے غافل ہے
اور از انجملہ یہہ کہ وہ لفظ حدیث کا حکم متنازعہ فیہ پر
دلالت کرنا نہین مانتا کیا تو اسلئے کہ اسکی عرف
شرع مین معنی نہین ہین جنانچہ اسلئے خلاف معنی پر محمول
کرتا ہے یا یہہ کہ عرف شرع مین اسحدیث کے دو معنی
ہین وہ اسحدیث کے ایک معنی لیتا ہے دوسرا دوسرے
معنی یا وہ حدیث خاص کو عام سمجہتا ہے یا عام کو
خاص اور مطلق کو مقید کرتا ہے اور مقید کو مطلق
اور از انجملہ یہہ کہ اسحدیث کے معارضہ (مقابلہ) مین
اور حدیث اسکے مساوی یا اس سے زیادہ قوی پائی
جاتی ہے اور تعارض کے کئی اقسام ہین —
ابن القیم نے کہا ہے (خدا اُسپر رحم کرے)
کہ جس شخص کو خدا ہدایت کرتا ہے وہ حق بات کو لیلیتا ہے
جہان کہین ہو اور جس کے پاس ہو اور ناحق
کو رد کرتا ہے خواہ کیسے شخص کے ساتھہ ہو

مع من کان فهذا اعلم الناس
واهداهم سبيلا واقومهم
قيلا واهل هذا المسلك اذا
اختلفوا فاختلافهم رحمة
وهدى وهو من باب التعاون
على الدين كل يخبر بما راه صوابا
عنه فان قوبل بين الاراء المختلفة
وعرضت على كتاب الله وسنة
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وتجرد النظر عن التعصب والحمية و
استفرغ وسعه وقصد طاعة الله
ورسوله صلى الله عليه وسلم
قل ان يخفى عليه الصواب من
تلك الاقوال وما هو اقرب اليه
وهذا النوع من الاختلاف لايوجب
معاداة ولا افتراقا فى الكلمة
ولا تبديد المشمل انتهى قلت اذا
كان المعبود الآمر بالعبادة واحدا
والرسول صلى الله عليه وسلم
واحدا والدين واحدا وهؤلاء العلماء
كلهم يريدون اتباع الدين

ایسا شخص تمام مخلوق سے زیادہ عالم ہے اور سب سے
زیادہ ہدایت پہ ہے اور سب سے زیادہ راست گو
ایسے لوگ باہم اختلاف بہی کرتے ہین تو اُن کا
اختلاف رحمت ہوتا ہے اور ہدایت اور یہہ اختلاف
کرنا ایک کا دوسرے کو دین مین مدد دیتا ہے
ہر ایک دوسرے کو اپنی رائے سے جسکو اپنے
نزدیک صواب سمجہتا ہے اطلاع دیتا ہے پس اگر
اُن سبہی مختلف راؤن کا آپسمین مقابلہ کیا جاوے
اور اُن سب کو کتاب اللہ و سنت رسول پر پیش
کیا جاوے اور اپنی نظر کو اُن آرا مین لگانے مین
تعصب اور حمیت (پاسداری) سے مجرد کرین اور اپنی وسعت
اور قصد طاعت خدا اور رسول کو پورا خرچ کرین
تو اُن اقوال و آرا سے جو صواب اور جو قریب صواب
ہے کم مخفی رہے اس قسم کا اختلاف آپسمین عداوت
پیدا نہین کرتا اور نہ کلمۃ الاسلام مین تفرقہ و پراگندگی
بہم پہنچاتا ہے کلام ابن القیم کا تمام ہوا۔
مین (مصنف ایقاف) کہتا ہون جبکہ (سب کا)
معبود عبادت کا حکم دینے والا ایک ہی اور
رسول (دین اسلام لانیوالا) ایک ہے اور
دین (اسلام) ایک اور یہہ سبہی علما اتباع
دین کا ارادہ رکہتے ہین اور اُس مین اپنے

والمیقصرون وکلّ له فضائل و
کمالات وقد قال الله فاسئلوا
اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون
فالتعصب لمعین والجمود علی قوله
لما ذا نقل الحافظ ابن حجر فی
لسان المیزان عن الطحاوی انه
قال او کلّ ما قال به ابوحنیفه
اقول به وهل یقلد الا عصبی او
غبی فطارت هذه الکلمة بمصر
حتی صارت مثلا [illegible]
کل امام مما قاله ولم یرجع عنه ولا
یمکن عن مجتهد قولان متباینان من
غیر رجوع عن احدهما اللهم
الا ان یکون مترددا فی ذلک و
یحتمل ان یقول المجتهد قولا ثم
یرجع الی غیره ثم یرجع عن الآخر
الی الاول ولهذا لهذا مثالا فی
الاقوال المجتهدین ولم یکن لاحد من
تلامذة الامام واصحابه ان یعرف

طرف سے قصور نہین کرنے اور ہر ایک کے لئے
فضایل وکمالات حاصل ہین اور خدا تعالی نے
(عام طور پر) فرمایا ہے کہ تم اہل ذکر سے پوچھ لو
اگر تم کو علم نہین ہے پھر ایک شخص کے لئے تعصب کرنا اور
حافظ ابن حجر نے لسان المیزان مین
امام طحاوی حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہون
نے کہا ہے کیا جو کچھ ابو حنیفہ نے کہا ہے
مین اُسیکا قایل ہون (ایسی) تقلید (ایک شخص
کی ہر بات مین) تو وہی کرتا ہے جو متعصب یا
[illegible]
اُڑ گیا اور ضرب المثل ہو کلام ابن حجر تمام ہوا
اور مذہب مجتہد وہ ہوتا ہے جو اُس نے
کہا پھر اس سے رجوع نہین کیا اور ایک مجتہد سے
دو قول مختلف کا سرزد ہونا بجز اسکے کہ وہ
ایک قول سے رجوع کرے ممکن نہین مگر اس
صورت مین کہ ان دونون مین اسکو تردد ہو
اور یہہ بھی احتمال ہے کہ مجتہد نے پہلے ایک قول کہا
ہو پھر اس سے دوسرے قول کیطرف رجوع
کیا ہو پھر اُس قول سے پہلی قول کیطرف رجوع

† جسکو لوگ مذہب مجتہد سمجھ کر اسپر جم جاتے ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ وہ حقیقت مین
مذہب مجتہد کا ہے یا نہین۔

جمیع مذهبه هذا ظاهر وغالب اختلاف اصحاب ارباب المذاهب سببه ان بعضهم یعرف من المذهب ما لا یعرف غیره ومنهم من یعرف القول المرجوع عنه ولا یعرف المرجوع الیه ویفتی بالاول ومنهم من لا یعرف عن الامام نصا فیقیس علی مسایل الامام ویخالفه غیره فی ذلک القیاس فتارة یصیب هذا وتارة هذا وکثیرا ما یختلفون فی فهمهم معانی اقوال الامام ودلالتها وهذا باب واسع جدا ولیس کل ما یستنبط رجل من اقوال الامام یکون مذهبه بل تارة یوافق مذهبه وتارة یخالفه ولا ینبغی ان تنسب الاقوال المستنبطة من اقوال الائمة للائمة بانها اقوالهم ومذاهبهم قطعا لانه یحتمل انها لو عرضت علیهم قبلوا اشیاء منها وردوا اشیاء اخر وهذا کما لا ینسب

کیا ہو اُسکے مثال مجہی اقوال مجتہدین سے کوئی معلوم نہین ہے اور کسی امام کے شاگرد اور صحبتی اسکے سبہی مذہب کو نہین جانتے اور یہ امر ظاہر ہے اور ائمہ مذاہب کے شاگردون نے باہمی اختلاف کا غالبًا یہہ سبب ہوا ہے کہ بعض شاگردون نے امام کا مذہب اِس قول کو جانا جسکو دوسرے نے نہ جانا اور بعض نے امام کے پہلے قول کو جس سے امام نے رجوع کر لیا تہا امام کا مذہب سمجھ لیا اور اسی پر فتوی دیا اور دوسری قول کو جسکی طرف رجوع کیا تہا اسے معلوم نہ کیا اور بعضون نے امام کا کوئی قول نہ پایا بلکہ امام کے اقوال و مسایل پر قیاس کر کے اُسی قیاس کو مذہب امام قرار دیا اور دوسرے شاگردون نے اُس قیاس مین خلاف کیا پس کبہی یہہ صواب کو پہنچا کبہی وہ مصیب ہوا اور بسا اوقات قول امام کے معنی سمجہنے مین اونہون نے اختلاف کیا اور یہہ اختلاف کا دروازہ نہایت فراخ ہے اور یہہ نہین ہے کہ جو بات کوئی امام کے قول سے نکالے وہی امام کا مذہب بنجاوے بلکہ کبہی وہ استنباطی بات مذہب امام کی موافق ہوتی ہے

ما استنبط المجتهدون من اقوال النبي صلى الله عليه وسلم اليه على انها اقواله ويحتمل كونها شريعته قال ابن تيمية في رد الروافض تجد احد كطائفتين والرجلين من الناس لا يكذب بما يخبر به من العلم لكن لا يقبل ما تاتى به طايفة اخرى من الحق سواء كان من باب الصدق المعروف بالخبر او من الصدق المعروف بالنظر فيقبل ما ذكرته طايفته من معقول ومنقول او يرد ما ذكرته الطايفة الاخرى انتهى قلت هذا كثير في اصحاب ارباب المذاهب خصوصا في اهل زماننا هذا تريهم لا يعتمدون الا ما وجدوه منقولا من اهل مذهبهم سواء كان ذلك قول امامهم ام لا الذي غايته ظهر لهذا الفقير ان معظم المسايل المذكورة في اصول الفقه ماخوذ من اقوال الائمة

اور کبھی مخالف پڑتی ہے اور یہہ مناسب نہین ہے کہ جو اقوال و مسایل امام کے اقوال سے نکالے گئے ہین اُن اقوال کو امام کی طرف منسوب کیا جاوے اور اُن کو یقینا اقوال و مذاہب امام ٹھہرایا جاوے کیونکہ احتمال ہے کہ اگر اُن اقوال کو امام کے سامنے پیش کیا جاتا تو بعض اقوال امام کو قبول کرتا اور بعض اقوال کو رد کر دیتا۔ اِسکی نظیر یہہ ہے کہ جو اقوال مجتہدون نے آنحضرت کے اقوال سے استنباط کئے ہین اور اُنکو قطعاً آنحضرت کے اقوال نہین مانا جاتا انکا شریعت ہونا محتمل ہے۔ شیخ ابن تیمیہ کے کتاب منہاج السنۃ مین کہا ہے کہ تو دو جماعتون مختلف مذاہب یا دو شخصون مین سے ایک کو ایسا پاوے گا کہ وہ اس علمی بات کو جسکی خود خبر دیتا ہے جہوٹھ نہین سمجھتا ولیکن جو دوسری جماعت یا دوسرا شخص حق سنا دے خواہ وہ خبر (حدیث و اثر) کی معلوم ہوا ہو یا نظر (فکر و قیاس) سے اسکو قبول نہین کرتا جو اپنا فریق عقلی یا نقلی بات کہے اُسکو مانتا ہے اور جو دوسرا فرقہ کہے اُسکو رد کرتا ہے، کلام ابن تیمیہ تمام ہوا۔ مین (مصنف ایقاف) کہتا ہون یہہ بات اہل مذاہب کے پیروان مین خصوصاً ہماری زمانہ ۱۲۶۳ھ مین بہت ہی انکو تم دیکھوگے کہ وہ بجز اس بات کی جو اپنے مذاہب والون

بعض اتباع الائمة فی مسایلهم
فیجد کثیرا منها راجعة الی اصل
واحد فیجعل ذلك الاصل قاعدة
لها ولامثالها وقس علی هذا
وربما یوافق المتاخر المتقدم
وربما یخالفه وربما یقلده فربما
یصیب المتقدم وربما یصیب
المتاخر والانصاف خیر الاوصاف
فی باب الاختلاف والرجوع
علی الاتفاق اولی من الافتراق
والله اعلم بالصواب
والیه المرجع والماب و
صلی الله تعالی علی سیدنا
محمد خیر خلقه وآله و
صحبه وبارك وسلم

سے منقول پاوینگے خواہ وہ قول امام ہو خواہ نہو
اور کسی بات پر اعتماد نہ کرینگے - فایدہ یہی معلوم ہوا ہے
کہ اکثر مسایل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ایمہ کے اقوال
سے ماخوذ و مستنبط ہین اسی طور پر کہ بعض پیرو ایمہ
کے اکثر مسایل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع
ہوتے دیکھتے ہین تو وہ اُس قانون کو اُن مسایل
اور انکے نظایر و امثال کے لئے اصول قرار دیتے
ہین و علی ہذا القیاس پہر کبھی پچھلا پیرو پہلے کے
موافق ہوتا ہے اور کبھی مخالف اور کبھی اُسی کی
تقلید کر لیتا ہے اور کبھی پہلا مصیب ہوتا ہے
کبھی پچھلا صواب پر پہنچتا ہے اور اختلاف مین
[illegible]
انصاف کرنا بہترین اوصاف ہے اور اتفاق کیطرف
رجوع کرنا افتراق سے بہتر ہے اور خدا تعالی
حق و صواب کو خوب جانتا ہے اور اُسیکیطرف
سب کا بازگشت ہے وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف بالفاظہا تمام ہوا اسمین جو دو خط وحدانی (یا قوسی)
مین بطور حاشیہ باریک قلم سے لکھا گیا ہے وہ مترجم کیطرف سے تائید یا تشریح
یا بطور نتیجہ ہے باقی سب الفاظ مولف کا لفظی ترجمہ ہے اِس رسالہ مین مولف علام
نے چہہ شخصون مختلف مذاہب کے اعیان و اکابر کی کلام سے استشہاد کیا ہے
(۱) امام ابن حزم ظاہری (۲) حافظ ابن القیم حنبلی (۳) شیخ ابن تیمیہ حنبلی (۴) امام
ابن عبد البر مالکی (۵) حافظ امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی شافعی (۶) امام الحنفیہ

ابو جعفر طحاوی اور ان سب اکابر کی کلام اور اپنی پر زور تقریر بلاغت نظام سے مؤلف نے یہہ ثابت کر دکھایا ہے کہ جو بعض ایمہ مذاہب سے بعض احادیث پر عمل ترک ہوا ہے اسکا سبب ایمہ کی مجبوری و معذوری ہے انکو وہ حدیثین نہین پہنچین یا پہنچین ہین تو بسند نہین پہنچین یا اُن کے معنی سمجھنے مین انکی رائے مصیب نہین ہوئی وعلی ہذا القیاس لہذا اُن لوگون کو جو اُن احادیث پر مطلع ہون نہ اُن ایمہ کی اُن احادیث کے برخلاف تقلید چاہیے نہ اُنپر مخالفت حدیث کا طعن مناسب ہے اسمین اسوقت کی اہل افراط مجتہدین اور اہل تفریط مقلدین دونون فریق کے لئے عبرت و ہدایت ہے وہ مجتہدین تو اپنے اسلاف محققین ابن حزم و ابن القیم و ابن تیمیہ کے اقوال کو غور و عبرت کی نگاہون سے دیکھین اور یہہ خیال کرین کہ جسحالتمین ہمارے یہہ اکابر علی الخصوص امام ابن حزم (جو عیب جوئی و حق گوئی† مین ضرب المثل ہے حتی کہ اُنکے حق مین ابن عریف نے کہا ہے کان لسان ابن حزم و سیف الحجاج شقیقین یعنی ابن حزم کی زبان اور حجاج یوسف کی تلوار دونون ہمزاد ہین) ان ایمہ کو ترک عمل بعض احادیث مین معذور رکہتے ہین تو پہر ہم لوگ جو ترک تقلید و اجتہاد مین اُنکے شاگرد ہین اُن ایمہ کو کیون برا کہتے ہین اور کیون ایسی بری اور بدبو الفاظ موہنہ سے نکالتے ہین کہ ابو حنیفہ نے مثلاً فلانے مسئلہ مین رسول اللہ کا عمداً اخلاف کیا۔ اور شریعت محمدی کو بدل دیا اور دین کو برباد کر دیا وعلی ہذا القیاس۔

اور وہ مقلدین اپنے اکابر مذاہب حافظ ابن عبد البر و ابن حجر و امام طحاوی کے اقوال کو انصاف سے ملاحظہ کرین اور یہہ بات خیال مین لاوین کہ جس حالت مین ایسے اکابر علی الخصوص امام طحاوی (جس نے حنفی مذہب کی نصرت و حمایت کو اپنا فرض

† ان دونون وصف کے جمع کرنیمین اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ ابن حزم کی عیب جوئی نیک نیتی و حقگوئی کی نظر سے ہے نہ تعصب و نفسانیت سے اسکی تفصیل ہمنے ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد اشاعۃ السنہ سفیر ہند ۱۸۸۴ء مین کی ہے۔ فلیراجع

سمجھا ہوا ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب کی کلام سے مستفاد ہوتا ہے) صاف فرمایا ہے کہ بعض ایمہ کا بعض احادیث پر عمل ترک کرنا ناچاری و معذوری سے تہا جنکو اُن احادیث کا علم ہوا اُن کو بتقلید اُن ایمہ کے ترک عمل جایز نہین تو پہر ہمکو جو اُن ایمہ کے مقلد ہین کسی حدیث کا خلاف کرنا اور انہین ایمہ کی تقلید پر اڑے رہنا کیونکر جایز ہے امام معذور تھے ہم تو کسی وجہ سے معذور نہین ہین ✣

اس بات کو امام شعرانے جو امام ابو حنیفہ کے بڑے مداح و ثناخوان ہین جنہون نے اُنکی تعریف و حمایت مین میزان کبریٰ کے چودان [۱۴] صفحے پورے کئے ہین بہت وضاحت سے بیان کیا ہے اور خاص کر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنیکا سبب یہی حدیث کا نہ پہنچنا قرار دیا ہے اور ترک حدیث مین انکا معذور ہونا اور اُن کے اتباع کا معذور نہ ہونا خوب ثابت کر دیا ہے چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۲۷ مین فرماتے ہین -

واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقرینۃ ما رویناہ آنفا عنہ من ذم الرأی والتبری منہ ومن تقدیم النص علی القیاس انہ لو عاش حتی دونت احادیث الشریعۃ وبعد رحیل الحفاظ فی جمعہا من البلاد والثغور وظفر بہا لاخذ بہا وترک کل قیاس

ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابو حنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اُن سے نقل کی ہین (یعنی رائے سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہو کہ اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ احادیث جمع ہوئین بعد سفر کرنے حفاظ حدیث کے اُسکی جمع کرنیکے لئے شہرون اور سرحدون مین اور اُن احادیث کو امام

✣ بہر حال التصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ ۔ مختصر طحاوی دلالت میکند کہ وی مجتہد منتسب بود محض مقلد مذہب حنفی نبود زیرا کہ دران چیزہا اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابو حنیفہ است (بستان المحدثین)

کان قایسه وکان القیاس قلیلاً فی مذهبه کما قل
فی مذهب غیره بالنسبة الیه لکن لما کانت ادلة
الشریعة مفرقة فی عصره مع التابعین
وتبع التابعین فی المداین والقرے
والثغور کثیر القیاس فی مذهبه بالنسبة
الی غیره من الائمة ضرورة لعدم
وجود النص فی تلك المسایل التی قاس
فیها بخلاف غیره من الائمة فان الحفاظ
کانوا قد رحلوا فی طلب الاحادیث و
جمعها فی عصرهم من المداین والقرے
ودونوها فجاوبت احادیث الشریعة
بعضها بعضاً فهذا کان سبب کثرة القیاس
فی مذهبه وقلته فی مذهب غیره
ویحتمل ان الذی اضاف الی الامام
ابی حنیفة انه یقدم القیاس علی النص
ظفر بذلك فی کلام مقلدیه الذین
یلزمون العمل بما وجدوه عن امامهم
من القیاس ویترکون الحدیث الذی صح
بعد موت الامام فالامام معذور
واتباعه غیر معذورین وقولهم ان
امامنا لم یاخذ بهذا الحدیث لا

ابو حنیفه رح پاتے تو ان کو لے لیتے اور تمام
قیاسون کو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے اور
اُن کے مذہب مین قیاس کم ہوتا جیسا اورون
کے مذہب مین آنکی نسبت کم ہی ولیکن جبکہ
دلایل شریعت (یعنی احادیث) ان کے
زمانہ مین تابعین و تبع تابعین کے ساتھ شہرون
اور بستیون اور سرحدون مین متفرق تھی
تو اُن کے مذہب مین بہ نسبت اور امامون
کے قیاس زیادہ ہوا ضرورت کے سبب اس لیے
کہ جن مسائل مین انہون نے قیاس کیا نص
نہ پائی بخلاف اور امامون کے کہ ان کے زمانہ
مین حدیث کے حافظون نے شہرون اور
بستیون سے حدیث جمع کرنیکو سفر کیے اور
احادیث کو جمع کیا یہی سبب ہے آپکے مذہب مین
قیاس زیادہ ہونیکا اور اورون کے مذہب
مین کم اور یہہ بہی احتمال ہی کہ جس نے امام
ابو حنیفہ کیطرف نص پر قیاس مقدم
کرنیکو نسبت کیا ہی اُس نے یہہ امر آپ کی مقلدون
کے کلام مین پایا ہے جو امام کے قول پر
عمل کرنیکو لازم سمجھتے ہین اور حدیث کو جو بعد
فوت ہونے امام کے صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام

لا ينتهض حجة لاحتمال انه لم يظفر به او ظفر به لكن لم يصح عنده وقد تقدم قول الائمة كلهم اذا صح الحديث فهو مذهبنا وليس لاحد معه قياس ولا حجة الا طاعة الله ورسوله بالتسليم له انتهى ما قال الشعرانی فی الميزان وقال فی المنهج متى نقل احد عن الامام ابی حنيفة قياسا يخالف نصا صحيحا بعده فله العذر العظيم فی ذلك لكونه لم يجد النص اصلا او وجده لكن لم يصح عنده او عاش حتى دونت احاديث الشريعة التى صحت بعده وظفر بها وصحت عنده لاخذ بها انتهى مختصرا۔

معذور تھے اور یہہ لوگ معذور نہین ہین اور انکا یہہ کہنا کہ ہمارے امام نے یہہ حدیث نہین لی کچھہ سند نہین ہو سکتا اسلیئے کہ امام کو تو حدیث نہین پہنچی یا انکے نزدیک صحیح نہین ہوئی (ولیکن تو ان کو تو پہنچ گئی اور صحیح ہو چکی ہے) اور سب اماموں کا یہہ قول گذر چکا ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی ہمارا مذہب ہی اور کسیکا حدیث کے سامنے قیاس و عذر نہین بجز اسکی کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کو مانے تمام ہوا قول امام شعرانی کا جو میزان مین ہی اور شعرانی نے کتاب منہج مین کہا ہے کہ جب کوئی امام ابو حنیفہ سی قیاس نقل کرے جو خلاف حدیث صحیح ہو تو اسمین امام کیطرف سی بڑا عذر ہو سکتا ہی اسلئے کہ اونہون نے حدیث نہین پائی اور اگر پائی ہے تو بسند صحیح نہین پائی اور اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ حدیثین جمع ہوئین جو ان کے مرنیکے بعد صحیح ہوئین تو انکو لے لیتے یہہ مختصر مضمون منہج کا ہے۔

ایساہی ہمارے زمانہ کے محقق حنفیہ مجمع الکمالات مولوی محمد عبد الحی ابو الحسنات نے فرمایا ہے اور اُس عبارت میزان شعرانی کو اپنے رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر مین نقل کرکے کہا ہے پرانے زمانہ سی ابتک دو فریق ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون

اقول تفرق الناس من قديم الزمان الى هذا الاوان فی هذا الباب الى فرقتين

فطایفة قد تعصبوا فی الحنیفة تعصبا شدیدا والتزموا بما فی الفتاوی التزاما شدیدا وان وجد واحدیثا صحیحا او اثرا صریحا علی خلافه زعموا انه لوکان هذا الحدیث صحیحا لاخذ به صاحب المذهب ولم یحکم بخلافه وهذا جهل منهم بما روت الثقات عن ابی حنیفة من تقدیم الاحادیث والاثار علی اقواله الشریفة فترک ما خالف الحدیث الصحیح رای سدید وهو عین تقلید الامام لا ترک تقلید وطایفة زعموا ان الامام قاس علی خلاف الاخبار وهجر ما ورد به الشرع والاثار فی ظنوا فی حقه ظنا سیئة واعتقدوا عقاید قبیحة ومطالعة المیزان لهم نافع ولاوهامهم دافع فلیسلک العاقل مسلک البین وبهجر طریق الطایفتین انتهی قول وانا ابو سعید جامع هذه الشتات هذا الذی یعتقده جمیع ابو الحسنات فی الامام ابی حنیفة هو اعتقادی به نثق وعلیه اعتمادی فلله الحمد علی ما رزقنا من التوفیق والوفاق وعصمنا من الشقاق والنفاق

مین سخت تعصب کر رہے ہین اونہون نے فتاوی کو پکڑ رکھا ہے اِس خیال سے کہ اگر حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے مذہب کا امام اُسکو لے لیتا اور اُسکی خلاف حکم نہ دیتا اور انکی یہہ بات انکی جہالت ہے اس بات سے جو ثقہ لوگون نے امام ابو حنیفہ سے نقل کی ہے کہ وہ اپنے اقوال پر حدیث کو مقدم سمجھتے پس خلاف حدیث کو چھوڑ دینا بہت درست رای ہے اور یہہ عین تقلید امام کی ہے نہ ترک تقلید اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے حدیثون کو عمدًا چھوڑ کر اپنا قیاس کیا ہے سو اونہون نے انکے حق مین بدظنی کی اور اُنکی نسبت برا اعتقاد رکھا کتاب میزان کبری کا مطالعہ دونون فریق کو نافع ہے اور اُن کے وہمون کو دافع دانا کو چاہیے کہ بیچ کی چال اختیار رکھے اور اُن دو نو فریق کے راہ چھوڑے کلام مولوی صاحب تمام ہوئی - مین کہتا ہون جو اِن پراگندہ مضامین کا جامع ہون میرا اعتقاد وہی امام کی جناب مین یہی ہے کہ اُنہون نے عمدًا حدیث کا خلاف نہین کیا جو ہو نسبت پہنچنے حدیث کی ہو اِس خدا کا شکر ہے جسنے مجھکو علما سے توافق عطا فرمایا اور انکی مخالفت سے بچایا

اطلاع تین جزو ضمیمہ جات کی کاپیان لکھوا کر مولف بعارضہ کام و بخار بیمار ہوگیا اسلیے رسالہ نہین لکھوا سکا مرض سے جلد افاقہ ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ نمبر ضمیمہ جات کے ساتھہ ہی نکلیگا ورنہ کسیقدر توقف ہے -

باقی آئندہ

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

نمبر ۱ لغایت ۱ — جلد ۱

بابت شعبان لغایت ذیقعدہ ۹۵ھ مطابق جولائی لغایت اکتوبر ۱۸ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب	تفصیل خریداران بشرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	ے
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	ے
۳ [illegible] قیمت	متوسط الحال وسعت [illegible]	[illegible]
۴ رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہین اور رسالانہ پیشگی داخل کرین	۲ار
۵ للہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	دعار

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے - اصل رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت بحسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے چہار چند ہے

۲ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب آری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے ٭

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرمادین جس مہینے سے پرچہ وصول پادین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ ضمیمہ واپس کرین ٭

۴ خط و کتابت متعلق ضمیمہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے ٭

راقم ابو سعید محمد حسین - لاہور - محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

رائے ناظرین متعلق ضمیمہ

ضمیمجات ششماہی سابق بعض اکابر و احباب کی خدمات مین قبل انطباع قلمی نُسخے بھیجے گئے۔ اور بعد طبع و اشاعت تو کس و ناکس کے ملاحظہ مین آئے۔ اِس ضمیمہ کے اجرأ و اشاعت پر عام راے کا اتفاق ہے اور فریقین (اہلحدیث و حنفیہ) کے منصفین و محققین نے اِس ضمیمہ کی طرز و روش و اصل مطلب و غایت کو پسند کر لیا ہے۔

اہلحدیث کا پسند کرنا تو انکا مذہبی فرض تہا۔ اور یہہ انکے مذہب کا عین مقتضا تہا۔ مگر منصفین حنفیہ نے بہی باوجودیکہ اِن کے مذہب کو اِس سے خاص تعلق نہتا اِسکے پسند کرنے سے دریغ نہین کیا۔ یہہ انکا استحسان و توافق رائے انکی انصاف کا نتیجہ ہے۔ انہون نے اسکے صفحے وغیرہ کے ملاحظہ سے یقیناً جان لیا ہے کہ اس ضمیمہ کو کسی خاص مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مقابلہ و تعصبانہ لگاؤ نہین ہے بلکہ بالاستقلال مذہب اہلحدیث کا بیان کرنا اسکا کام ہے۔ جو قدیم سے ہر مذہب کے محققین و مُنصفین سے بلا انکار متوارث چلا آتا ہے اِسلئے اِسکے اجرا، کو پسند کیا ہے۔ آن احباب نے اپنی استحسان و توافق راے کے ساتہہ یہہ شرط بہی لگا دی ہے کہ جیسے اِس ضمیمہ مین عدم معارضہ و خطاب ائمہ مجتہدین کا وعدہ دیا گیا ہے ویسا ہی ان کے متبعین اکابر مصنفین سے بہی عدم تعرض کا لحاظ رہے۔ ہم اِس شرط کو منظور رکہتے ہین اور جو کچہہ ہم ضمیمہ نمبر۱ مین بصفحہ۲ وعدہ دی چکے ہین اسمین مجتہدین اور انکے متبعین سب کو شامل سمجہتے ہین۔

بعض اخوان اہلحدیث نے ہماری بعض مطالب تمہید پر کچہہ نکتہ چینی بہی کی ہے مگر وہ چونکہ اصل مبادی و مقاصد سے خارج و اجنبی ہے اِسلئے اسکے بیان و جواب سے تعرض اشتغال بلاطایل ہے **بالجملہ** جو اس ضمیمہ سے مقصود قرار دیا گیا ہے اور جو اسکے مقدمہ مین کہا گیا ہے وہ ابتک متفق علیہ علماء فریقین ہے۔ اسلئے اب اِس مقدمہ کا تتمہ بیان کیا جاتا ہے پہر اصل مسایل مقصودہ کا بیان قلم مین آویگا۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے باب اسباب اختلاف صحابہ و تابعین

باب اسباب اختلاف الصحابة والتابعين
في الفروع اعلم ان رسول الله صلی الله عليه وسلم
لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدونا ولم
يكن البحث في الاحكام يومئذ مثل البحث
من هؤلاء الفقهاء حيث يبينون باقصى
جهدهم الاركان والشروط والاداب كل شئ
ممتازا عن الآخر بدليله ويفرضون الصور
ويتكلمون على تلك الصور المفروضة
اما رسول الله صلعم فكان يتوضأ فيرى
الصحابة وضوءه فيأخذون به من غير ان
يبين ان هذا ركن وذلك ادب وكان
يصلي فيرون صلوته فيصلون كما
راوه يصلي وحج فرمق الناس حجه ففعلوا
كما فعل فهذا كان غالب حاله صلی الله
عليه وسلم ولم يبين ان فروض الوضوء ستة
او اربعة ولم يفرض انه يحتمل ان يتوضأ انسان
بغير موالات حتى يحكم عليه بالصحة او
الفساد الا ما شاء الله وقلما كان يسئلونه
عن هذه الاشياء - × × × وبالجملة
فهذه كانت عادته الكريمة صلی الله عليه وسلم

مین فرمایا ہی کہ آنحضرت کے زمانہ مین علم فقہ کی
تالیف نہوئی تہی اور نہ اُسدن یہ بحث ہوتی تہی
جو فقہا بڑی کوشش سے کرتے ہین اور ہر چیز کے
ارکان و شروط و آداب نکالتے ہین اور فرضی
صورتین تجویز کرکے ان پر پیشگی فرضی احکام
لگا رکہتے ہین آنحضرت وضو کرتے اور یہ نہ فرماتے
کہ یہ فعل وضو کا رکن (یعنی فرض) ہے اور وہ
اسکا ادب (یعنی مستحب) آنحضرت کے اصحاب
آپکا وضو دیکہتے اور اسکے موافق عمل مین لاتے
ایسا ہی آنحضرت نماز پڑہتے اور اصحاب دیکہتے
اور ویسی ہی نماز پڑہتے - اور آنحضرت حج کرتے
تو اسکو لوگ دیکہتے اور ویسا ہی حج کرتے اور
آنحضرت کا اکثر یہی حال تہا اور آنحضرت نے
یہ بیان نہین کیا کہ وضو کے فرض تین یا چار
ہین اور یہ فرض نکر لیا کہ شاید کوئی شخص بلا موالات
(ایک عضو کو دوسرے کے متصل بلا فصل دہونا)
وضو کرے اسپر اپ ہی سے حکم صحت یا فساد وضو
کا لگا دیا جاوے اور آنحضرت کے اصحاب بہی
آپ سے کم پوچہتے تہے (پہر اسکے بعد مین آثار صحابہ نقل کئے)
پہر فرمایا کہ آنحضرت کی عادت شریفہ ایسی تہی

فرای کل صحابی ما یسره الله له من عباداته
وفتاواه واقضیته فحفظها وعقلها وعرف
لکل شیئ وجها من قبل حفوف القرائن به
فحمل بعضها علی الاباحة وبعضها علی النسخ
لامارات وقراین کانت کافیة عنده
ولم یکن العمدة عندهم الا وجدان الاطمئنان
والثلج من غیر التفات الی طرق الاستدلال
× × × فانقضی عصره الکریم وهم علی
ذلک - ثم انهم تفرقوا فی البلاد وصار
کل واحد مقتدی ناحیة من النواحی وکثرت
الوقایع ودارت المسایل فاستفتوا فیها
فاجاب کل واحد حسب ما حفظه او استنبط
وان لم یجد فیما حفظه او استنبط ما یصلح
للجواب اجتهد برائه فعند ذلک وقع الاختلاف
بینهم علی ضروب -
منها ان صحابیا سمع حکما فی قضیة او فتوی
ولم یسمعه الاخر فاجتهد برایه فی ذلک -
ووقع ذلک علی وجوه -
ومن تلک الضروب ان یری رسول الله صلعم
فعل فعلا فحمله بعضهم علی القربة وبعضهم
علی الاباحة -

پس ہر ایک صحبتی جناب نے آپکی عبادات
اور فتوی اور فیصلے جس قدر کسیکو میسر آئے
مشاہدہ کئے اور جو انکے معانی جیسی بحسب قرائن
سمجھہ مین آئے قرار دئے - بعض امور کو اباحت
پر محمول کیا اور بعض کو منسوخ ٹھرایا وعلی ہذا القیاس
اسباب مین انکے پاس معیار اور پیمانہ بجز انکی فہم
و اطمینان کے اور کچھہ نہتا اور انکی ایسی حالت پر
آنحضرت کا زمانہ منقضی ہوا - پہر وہ مختلف شہرون
مین متفرق ہو گئے اور ہر ایک مختلف اطراف مین
مقتدا بنگئے۔ پس حادثات بکثرت واقع ہونے لگے
اور انسے مسایل پوچھے گئے تو ہر کسی نے اپنی
یادداشت و سمجھہ و استنباط کے موافق فتوے
دینے شروع کئے اسوقت سے انمین بوجوہ ذیل اختلاف
واقع ہوا -
(۱) صحابی نے ایک حدیث آنحضرت سے سُنی
دوسرے پر مخفی رہی اور اسکی کئی صورتین ہین
(اسکی چار صورتین انہون بیان فرمائی ہین جنکا ماحصل
عبارت ایقاف مین بیان ہو چکا ہی اسلئے بنظر اختصار
وخوف تکرار انکا بیان فروگذاشت ہوا)
(۲) اسکے معنی مین اختلاف کیا کسی نے ایک حکم کو موجب
قربت و ثواب سمجھا دوسرے نے بیان جواز پر حمل کیا -

ومنها اختلاف الوهم -
ومنها اختلاف السهو والنسيان -
ومنها اختلاف الضبط -
ومنها اختلافهم في علة الحكم
ومنها اختلافهم في الجمع بين المختلفين -
وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد امام -

(۳) اختلاف وہم (یعنی آنحضرت کے فعل کو دیکہکر کسینے کچھہ سمجہا کسینے کچھہ)

(۴) اختلاف سہو ونسیان (یعنی کسیکو ایک فعل آنحضرت کا یاد رہا کسیکو بہول گیا)

(۵) اختلاف ضبط (یعنی کسینے آنحضرت کے قول کو پوری طرح بلحاظ محل وموقع سمجہا کسینے محل وموقع کا لحاظ فروگذاشت کیا)

(۶) اختلاف علت وسبب حکم (یعنی ایک حکم کے سبب کو کسینے کچھہ سمجہا کسینے کچھہ) -

(۷) مختلف احادیث کی تطبیق وباہم موافقت مین اختلاف (یعنی کسینے دو مختلف حدیثوں سے ایک کو منسوخ ٹہرایا کسینے اسمین تخصیص کو تجویز کیا ان سب توجیہات کا مآل وحاصل وہی وجوہات ہین جو رسالہ انصاف سے منقول ہوچکی ہین انمین آنمین صرف اجمال وتفصیل کا فرق ہے اسی وجہ سے انکی نقل مین ہمنے حذف واختصار اختیار کیا ہے) -

پہر آپنے فرمایا ہے کہ بالجملہ مذاہب صحابہ کا (یون) اختلاف ہوا اور اسی طرح تابعین نے انسے سیکہا جس قدر کسی کو میسر آیا احادیث نبویہ کو بہی یاد کرلیا اور مذاہب صحابہ کو بہی جان لیا اور مختلف حدیث وآثار کو جسطرح ممکن ومیسر ہوا باہم تنفق کیا اور بعض اقوال کو بعض پر غلبہ دیا اور بعض اقوال کو ساقط الاعتبار کیا تب ہر ایک تابعی عالم کا ایک مذہب جداگانہ ہوگیا اور ہر ہر شہر مین امام قایم ہوگئے -

پہر باب اسباب اختلاف مذاہب مجتہدین مین فرمایا ہے کہ بعد زمانہ تابعین کے خدانے

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقها

اعلم ان الله انشاء بعد عصر التابعين
نشأ من حملة العلم فاخذ واعن اجتمعوا معه
صفة الوضوء والغسل والصلوٰة والحج
وسائر ما يكثر وقوعه ودووا حديث
النبي صلعم وسمعوا قضايا البلدان
وفتاوى مفتيها وسئلوا عن المسايل
واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا
كبراء قوم ووسد اليهم الامر فنسجوا على
منوال شيوخهم وحاصل صنيعهم
ان يتمسك بالمسند من حديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل
باقوال الصحابة والتابعين × × ×
وانه اذا اختلف احاديث رسول الله صلعم
في مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة فان
قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن ظاهره
اولم يصرحوا بذلك ولكن اتفقوا على
تركه × × اتبعوهم في كل ذلك وانه اذا اختلفت
مذاهب الصحابة والتابعين في مسئلة فالمختار
عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه
فمذهب عمر وعثمان وابن عمر وعائشة وابن عباس

اور حاملین علم کو پیدا کیا انہون نے اپنے ہمعصرون
سے وضوء وغسل ونماز وحج وغیرہ کی کیفیت کو سیکھا اور
احادیث کو روایت کیا اور قاضیون اور مفتیون
کے فیصلے اور فتوے سُنے اور لوگون نے ان سے
مسایل پوچھے تو اُنہون نے اجتہاد کی پہر وہ قومون
کے پیشوا بن گئے تو وہ اپنے مشایخ اور استادون
کی چال پر چلے اس طبقہ کے لوگون کا طریق ملتا
جلتا تہا جسکا حاصل یہہ ہے کہ وہ حدیث مسند سے
تمسک کرتے اور مرسل (جسکو تابعی آنحضرت سے نقل
کرے اور جس صحابی سے وہ روایت کی ہو اسکا نام
نہ لے) سے بہی تمسک کرتے اور اقوال صحابہ وتابعین
سے بہی استدلال کرتے اور جب کسی مسئلہ مین احادیث
کا اختلاف ہوتا تو وہ اس مسئلہ مین اقوال صحابہ
کیطرف رجوع کرتے اگر صحابہ کسی حدیث کو منسوخ
کہتے یا ظاہری معنی سے پہیر دیتے یا اسکی ترک عمل
پر اتفاق کرتے تو ایسی باتون مین وہ لوگ صحابہ کی
پیروی کرتے اور جب اقوال صحابہ مین اختلاف ہوتا تو
وہ اپنے شہرون کے علماء اور مشایخ کے قول پر عمل کرتے
اہل مدینہ اقوال حضرت عمر وعثمان وابن عمر
وعایشہ وابن عباس وزید بن ثابت وغیرہ صحابی
وسعید بن مسیب وسالم وعطاء وزہری وغیرہ

وزید بن ثابت واصحابهم مثل سعید بن المسیب
وسالم وعطاء بن یسار وقاسم وعبید الله
بن عبد الله والزهری ویحیی بن سعید وزید
بن اسلم وربیعة احق بالاخذ من غیره عند
اهل المدینة × × × ومذهب عبد الله بن
مسعود واصحابه وفتاوی ابراهیم احق
بالاخذ عند اهل کوفة من غیره × ×
فان اتفق اهل البلد علی شئ اخذوا
بنواجذه وهو الذی یقول فی مثله مالک
السنة التی لا اختلاف فیها عندنا کذا وکذا
وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها
ونشأ الشافعی فی اوائل ظهور المذهبین
وترتیب اصولهما وفروعهما فنظر فی
صنیع الاوائل فوجد فیها امورا اکبحت
عنانه عن الجریان فی طریقهم وقد ذکرها
فی اوائل کتاب الام –
منها انه وجدهم یاخذون بالمرسل والمنقطع
فیدخل فیهما الخلل فانه اذا جمع طرق الحدیث
یظهر انه کم من مرسل لا اصل له وکم من
مرسل یخالف مسندا فقرر ان لا یاخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهی مذکورة

تابعین کو لایق اتباع سمجھتے - اور اہل کوفہ اقوال
ابن مسعود اور انکے صحبتیونکو اور فتاوی ابراہیم تابعی
کو لایق عمل خیال کرتے پہر اگر کسی شہر کے سبہی
لوگ کسی قول پر اتفاق کرتے تو اسکو وہ دانتون
سے پکڑ لیتے اسی کی نسبت امام مالک موطا مین
فرماتے ہین کہ فلان فلان امر ایسا ہے جسمین ہمارے
نزدیک کسیکا اختلاف نہین ہے اگر مشایخ شہر
کسی قول مین اختلاف کرتے تو یہ لوگ جس قول کو
اقوی وارجح سمجھتے عمل مین لاتے - ان ہی اصول
پر امام مالک و امام ابی حنیفہ اور انکے شاگردون
نے اجتہاد کیا اور حنفی و مالکی مذہب بنا -
ان دونون مذہبون کے **ابتدا**ء ظہور اور ترتیب
اصول و فروع مین امام شافعی پیدا ہوئے -
انہون نے پہلون کے اصول کو دیکہا تو کئی
اصول کو ناپسند فرمایا کہ انکے موافق روش کو
اختیار نکیا ان اصول کو اپنی کتاب **ام** مین بیان کیا
ازانجملہ یہہ کہ وہ حدیث مرسل سے تمسک کرتے
امام شافعی نے اسمین غور و تامل کیا تو بہت سی
مرسل حدیثون کو بے اصل پایا اور بہت سی مرسل
حدیثون کو مسند حدیثون کے مخالف دیکہا تو
یہہ قرار دیا کہ حدیث مرسل پر بدون اُن شرطون کے

في كتب الاصول ۔
ومنها انه لم يكن قواعد الجمع بين المختلفات
مضبوطة عندهم فكان يتطرق بذلك
خلل في مجتهداتهم فوضع لها اصولا و
دونها في كتاب هذا اول تدوين كان
في اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل
على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل
المدينة في قضائهم بالشاهد الواحد
مع اليمين فقال الشافعي اثبت عندك
انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر
الواحد قال نعم فقال لم قلت ان
الوصية للوارث لا يجوز لقوله صلعم
لا وصية لوارث فانقطع كلام محمد بن الحسن
ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة
لم تبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم
الفتوى فاجتهدوا بارائهم واتبعوا
العمومات او اقتدوا بمن مضى من الصحابة
فافتوا حسب ذلك ثم ظهرت بعد
ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها
ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدينتهم

(جو کتب اصول مین مذکور ہین) عمل کیا جاوے ۔
ازانجملہ یہہ کہ پہلے مجتہدون نے قواعد تطبیق وموافقت
احادیث مختلفہ کو ضبط نہ کیا تہا اسلئے انکی اجتہادی
باتون مین بڑا خلل واقع ہوا لہذا امام شافعی نے
اس امر کے اصول بنائے اور پہلے پہل تصنیف اصول
فقہ کا یہی وقت تہا اسکی مثال وہ ہے جو امام شافعی
نے امام محمد بن حسن سے قضاء شاہد مع الیمین مین
مباحثہ کیا تہا* اور آخر امام محمد نے سکوت اختیار کیا
ازانجملہ یہہ کہ بعض صحیح حدیثین تابعین اہل فتوی
کو نہ پہنچین تہین اسلئے انہون نے اپنی عقل سے
اجتہاد کیا یا عام آیات واحادیث سے استنباط
کیا یا صحابہ کا اقتدا کیا اور اس کے موافق فتوی
دیا اسکے بعد طبقہ تیسرے (تبع تابعین) مین وہ
حدیثین ظاہر ہوئین تو ان فقہاء نے ان احادیث
پر عمل نہ کیا یہہ سمجہکر کہ وہ حدیثین ان کے شہر
والون کے مذہب اور اس طریق کے جسمین انکا
اختلاف نہین ہے مخالف ہین اور یہ امر اس حدیث
کی صحت کو توڑتا ہے اور انکو ساقط الاعتبار کرنیکا
سبب ہے یا وہ حدیثین تیسرے طبقہ مین بہی ظاہر
نہوئین ۔ اسکے بعد جب اہل حدیث نے حدیث

* یہہ مباحثہ بتفصیل تمام طبقات کبری سبکی سے اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۲ مین منقول ہے طالب تفصیل اس پرچہ کا مطالعہ کرے ۔

وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة له او لم تظهر في الثالثة وانما ظهر بعد ذلك عند ما امعن اهل الحديث في جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثر من الاحاديث ما لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه او عنهما الا رجل و رجلان وهلم جراً فخفي على اهل الفقه وظهر في عصر الحفاظ - × × × فبين الشافعي ان العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث في المسئلة فاذا لم يجد واتمسكوا بنوع آخر من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم الى الحديث فاذا كان الامر على ذلك لا يكون عدم تمسكهم بالحديث قدحا فيه اللهم الا اذا بينوا العلة القادحة مثاله حديث القلتين لم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا

کو خوب جمع کیا اور اطراف زمین مین تلاش احادیث کے لئے سفر کیا اور حاملین علم احادیث سے حدیث کو ٹٹولا تب وہ حدیثین ظاہر ہوئین پہر تو وہ حدیثین جو صحابہ مین ایک یا دو شخص روایت کرتے اور ان سے ایک یا دو تابعی پہلی زمانہ مین بکثرت ہوگئین اہل فقہ (طبقہ تابعین) پر وہ حدیثین مخفی رہی تہین - مگر زمانہ حفاظ حدیث مین ظاہر ہوگئین - امام شافعی نے ان احادیث پر عمل نہ کرنیوالون کے جواب مین بیان کیا ہے کہ علماء صحابہ و تابعین نے ہمیشہ حدیث کو طلب و تلاش کیا جب ان کو حدیث نہ ملی تو اونہون نے اور وجہ سے استدلال کیا پہر جب ان پر حدیث ظاہر ہوئی تو اونہون نے اپنے اجتہاد کو چہوڑ دیا - اور حدیث کو لیلیا جب حدیث پر عمل نہ کرنیکی یہہ وجہ (نامعلومی حدیث) ہے تو پہر ان کا کسی حدیث سے تمسک نکرنا اس حدیث کی صحت کو کیونکر توڑ سکتا ہے اسکی مثال حدیث قلتین* ہے سعید ابن مسیب و زہری وغیرہ تابعین کیوقت مین اہل فتوی لوگون سے ظاہر نہ ہوئی اسلئے

* جسمین یہہ حکم ہے کہ جب پانی بقدر دو مشک کے موجود ہو تو اسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی -

في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي وكحديث خيار المجلس -

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت وراى كثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث لم يبلغهم وراى السلف لم يزالوا يرجعون في مثل ذلك الى الحديث فترك التمسك باقوالهم ما لم يتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال -

ومنها انه رأى قوما من الفقهاء يخلطون الراى الذى لم يسوغه الشرع بالقياس الذى اثبته - ويسمونه تارة بالاستحسان فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا

مالکیہ اور حنفیہ نے اسپر عمل نکیا اور اسکی بعد ظاہر ہوئی تو امام شافعی نے اسپر عمل کیا - ایسی ہی حدیث خیار مجلس ہے*

از انجملہ یہہ کہ اقوال صحابہ (جنسے امام ابوحنیفہ و امام مالک تمسک کرتے ہین) امام شافعی کے وقت بکثرت جمع ہوئے اور باہم مختلف معلوم ہوئی اور اکثر احادیث صحیحہ کے (جو ان صحابہ کو نہ پہنچی تہین) مخالف نظر آئے - اور یہہ بہی امام شافعی نے دیکہا کہ سلف (اصحاب و تابعین) انہی اقوال سے جب مخالف [illegible] رجوع کیا کرتے تہے تو انہون نے اقوال صحابہ سے جو اتفاقی نہ ہون تمسک کرنا چہوڑ دیا اور صاف فرمایا هم رجال ونحن رجال یعنی وہ بہی آدمی تہے جو فکر و رائی سے بات کہتی پہر ان باتون سے خطا سمجہکر رجوع بہی کر لیتی اور ہم بہی ویسے ہی آدمی ہین پہر ہم اپنے جیسون کی تقلید کیون کرین - اور از انجملہ یہہ کہ بعض لوگ قایل استحسان تہے امام شافعی نے جب دیکہا کہ شارع نے اسکا حکم نہین دیا تو اسکو باطل کیا اور رد فرمایا کہ جو قایل استحسان ہو وہ خود شارع بنا چاہتا ہے -

وبالجملة لما رأى في صنيع الاوائل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول

بالجملہ جب امام شافعی نے پہلون کے طریق مین ایسے امور پائے تو سرے (اصل قران و حدیث) سے فقہ کو لیا

* جسمین یہہ بیان ہے کہ جبتک بایع و خریدار آپسمین جدا نہون انکو بیع کے فسخ و برقرار رکہنے کا اختیار ہے -

وفرّع الفروع وصنف الكتب -

اور اسکی اصول وفروع کی بنیاد کو قایم کیا اور کتابین تصنیف کین

پہر اہل حدیث واہل رای کے باہمی اختلاف کے باب مین فرمایا ہے کہ جو علما سعید بن مسیب

باب الفرق بين اهل الحديث واصحاب الرای
اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب
وابراهيم والزهري وفي عصر مالك و
سفيان وبعد ذلك قوم يكرهون الخوض
بالرای ويهابون الفتيا والاستنباط الا
لضرورة لا يجدون منها بدا وكان اكبر
همهم رواية حديث رسول الله صلعم
وقال معاذ بن جبل يا ايها الناس لا تعجلوا
بالبلاء قبل نزوله فانه لم ينفك المسلمون
ان يكون فيهم من اذا سئل سدد وقال
ابن عمر لجابر بن زيد انك من فقهاء
البصرة فلا تفت الا بقرآن ناطق او سنة
ماضية فانك ان فعلت غير ذلك
هلكت واهلكت وسئل الشعبي كيف
كنتم تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير
وقعت كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه
افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول -
فوقع شيوع تدوين الحديث والاثر
في بلدان الاسلام وكتابة الصحف والنسخ

وزہری ومالک وسفیان وغیرہ کے ہم عصر تہے
وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس واستنباط وفتوی
کو پسند نہ رکہتے تہے - انکا خیال بہت اس طرف تہا
کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اسکی جواب مین آنحضرت
کی حدیث نقل کرتے (اسکی تمثیل مین چند آثار صحابہ کی نقل
کئے از انجملہ) معاذ بن جبل کا یہہ قول کہ لوگو تم بلا سے
پہلے جلدی نکرو (قیاس سے فتوی ند و جو نزول بلا کا باعث
ہو) مسلمانون مین ہمیشہ ایسے شخص رہین گے کہ
جب کبہی ان سے مسئلہ پوچہا جاوے تو اسکے جواب مین
حدیث پڑہکر سناوین (از انجملہ) ابن عمر کا یہہ قول جو
آپنے جابر بن زید سے کہا کہ تو بصرہ کا فقیہ اور مفتی ہے
بغیر قرآن وحدیث کے کبہی فتوے ندیجو ورنہ خود ہلاک
ہوگا اور ون کو بہی ہلاک کریگا (از انجملہ) شعبی کا
یہہ قول جو اُس نے کہا کہ جب کسی صحابی سے مسئلہ پوچہا
جاتا تو وہ اپنے ساتہی پر حوالہ کرتا وہ اپنے ساتہی پر
حوالہ کرتا یہانتک کہ اسی پہلے شخص کیطرف سوال
پہر آتا - پہر احادیث کی تصنیف وتالیف شروع
ہوئی اور حدیث کی کتابت جاری ہوئی اور اکثر
علما ملک حجاز - شام - عراق - مصر - یمن کے

من حاجتهم لوقوع عظيم فطاف من ادرك
من عظمائهم ذلك الزمان بلاد الحجاز
والشام والعراق والمصر واليمن والخراسان
وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ واجتمع باهتمام
اولئك من الحديث والآثار ما لم يجتمع
لاحد قبلهم وتيسر لهم ما لم تيسر لاحد
قبلهم وخلص اليهم من طرق الحديث
شيء كثير حتى كان يكثر من الاحاديث
عندهم مائة طريق فما فوقها فانكشف بعض
الطرق ما استتر في بعضها الآخر وعرفوا
محل كل حديث من الغرابة والاستفاضة
وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد
وظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر
على اهل الفتوى من قبل۔ قال الشافعي
لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا
كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب
اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه
ابن الهمام وذلك لانه كم من حديث صحيح
لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد
الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة
او كان الصحابي مقلا خاملا لم يحمل عنه

شہر وں میں پہنچے اور کتب احادیث بہم پہنچا کر تالیفا
کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اس قدر حدیثیں
جمع ہوئیں جو پہلے نہ تہیں اور حدیث کی اسنادیں
اس قدر کثرت ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند
سے بہم پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ و نادر
ہے یا مشہور انکو معلوم ہوا اور انپر بہت سی ایسی حدیثیں
صحیح معلوم ہوئیں جو پہلے اہل فتوی پر مخفی تہیں
امام شافعی نے امام احمد سے کہا تم صحیح حدیثوں کو
خوب جاننے والے ہو جب کوئی حدیث صحیح تمکو معلوم
ہو تو مجھے بتا دینا اسکو مذہب بناؤں گا کوفہ کی حدیث
ہو یا بصرہ کی یا شام کی یہہ بات انسے ابن ہمام نے
نقل کی ہے اور یہ بات اونہوں نے اسلئے کہی تہی کہ
بہتیری حدیثیں ایسی ہیں جنکو بجز ایک شہر یا ایک
گہر کے لوگوں کے کوئی روایت نہیں کرتا یا اسکا
راوی کوئی ایسا صحابی کم روایت گوشہ نشین ہے
جس سے کم لوگوں نے روایت لی ہو ایسی حدیثوں
سے اکثر اہل فتوی بے خبر رہتے ہیں اور انکے پاس
آثار و اقوال صحابہ و تابعین کے بہی خوب جمع ہوگئے
اور پہلے لوگ اپنے ہی شہر کے لوگوں اور صحبتوں
کے اقوال و آثار کو جمع نہ کر سکتے تہے ۔
اور پہلے لوگ راویوں کے نام جانتے اور انکے مراتب

الاشرذمة قليلون۔ فمثل هذه الاحاديث
يغفل عنها عامة اهل الفتوى واجتمعت
عندهم آثار فقهاء كل بلد من الصحابة
والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا
يتمكن الاجمع حديث بلده واصحابه وكان من
قبلهم يعتمدون في معرفة اسماء الرجال
ومراتب عدالتهم على ما يخلص اليهم من
مشاهدة الحال وتتبع القرائن وامعن هذه
الطبقة في هذا الفن وجعلوه شيئا
مستقلا بالتدوين والبحث وناظروا
في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم
بهذا التدوين والمناظرة ما كان خافيا
وكان سفيان ووكيع وامثالهما يجتهدون
غاية الاجتهاد فلا يتمكنون من الحديث
المرفوع المتصل الا من دون الف حديث
كما ذكره ابو داؤد السجستاني في رسالته
الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة
يروون اربعين الف حديث فما
يقرب منه بل صح عن البخاري انه اختصر صحيحه
من ستة الاف حديث وعن ابي داؤد انه اختصر سننه من خمسة الاف حديث وجعل احمد مسنده ميزانا يعرف به حديث رسول الله ﷺ فما وجد فيه ولو بطريق واحد منه فله اصل والا فلا اصل له

عدالت پہچانتے تھے یعنی صرف مشاہدہ پر اعتماد کرتے جو انکو
ظاہر حال رواۃ و قرائن موجودہ سے حاصل ہوتا تھا
ان (پچھلے) لوگون نے اس فن مین خوب تحقیق
کی اور اسمین مستقل بحث و تالیف کی اور حدیث
کے صحیح و غیر صحیح ہونے مین خوب بحث کی اور
اس بحث و تالیف سے وہ امور کھل گئے جو پہلے
لوگون پر مخفی تھے سفیان وکیع وغیرہ پہلے
لوگون نے بہت کوششین کین تب بھی ایک ہزار
سے کم کم مرفوع متصل حدیثین پائین جیسا کہ
ابوداؤد نے اپنے رسالہ مین ذکر کیا ہے اور
اس پچھلے طبقہ کے لوگ چالیس چالیس ہزار
حدیثین روایت کرتے ہین بلکہ امام بخاری سے
ثابت ہے کہ انہون نے اپنی کتاب کو چھ ہزار*
حدیث سے انتخاب کیا اور ابوداود نے
اپنی کتاب سنن کو پانچہزار حدیث سے اختصار کیا
امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند کو احادیث
نبویہ کے لئے میزان ٹھہرا دیا ہے اور صاف فرمادیا ہے کہ جو
حدیث اسمین ہے اگرچہ ایک ہی سند سے ہو وہ اصل
رکھتی ہے اور جو اسمین نہ ہو اسکی کوئی اصل نہین†۔

* اصل نسخہ حجۃ اللہ البالغہ مین بھی لفظ چھ ہزار کا ہے مگر یہ کاتب کی غلطی ہے صحیح لفظ چھ لاکھ ہے چنانچہ صحیح بخاری
کی شرح سے معلوم ہے۔ اسیطرح ابو داؤد کی نسبت صحیح لفظ پانچ لاکھ ہے جیسا کہ کتب شروح سے ظاہر ہے۔

† یہ انکے ادعا کا بیان ہے جسکا سبب انکا اپنی نسبت کمال تبحر کا خیال ہے ورنہ وہ کتاب واقعی معیار و مدار صحت نہیں ہے بہتری حدیثیں صحیح ایسی ہین جو اسمین موجود نہیں اور بہتری حدیثیں ایسی ہین جو اس کتاب
مین موجود ہین مگر وہ صحیح نہیں۔ (دیکھو بستان المحدثین مصنفہ شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم)۔

فکان رؤس هولاء عبد الرحمن بن مهدی
ویحیی بن سعید القطان ویزید بن هارون
وعبد الرزاق وابو بکر بن ابی شیبه
ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق
بن راهویة والفضل بن دکین وعلی
المدینی واقرانهم - وهذه الطبقة
هی الطراز الاول من طبقات المحدثین
فرجع المحققون منهم بعد احکام فن
الروایة ومعرفة مراتب الاحادیث
الی الفقه فلم یکن عندهم من الرای
ان یجمع علی تقلید رجل ممن مضی
مع ما یرون من الاحادیث والاثار
المناقضة فی کل مذهب من تلك المذاهب
فاخذوا یتتبعون احادیث النبی صلعم
واثار الصحابة والتابعین والمجتهدین
علی قواعد احکموها فی نفوسهم وانا
ابینها لك فی کلمات یسیرة کان عندهم
انه اذا وجد فی المسئلة قران ناطق
فلا یجوز التحول منه الی غیره واذا کان
القرآن محتملاً لوجوه فالسنة قاضیة
علیه فاذا لم یجدوا فی کتاب الله اخذوا

اِس طبقہ کے سردار یہ لوگ تھے عبدالرحمن بن
مہدی - یحیی ابن سعید - یزید بن ہارون -
عبدالرزاق - ابو بکر بن ابی شیبہ - مسدد
ہناد - احمد بن حنبل - اسحق بن راہویہ - فضل
بن دکین - علی مدینی وغیرہ - یہ طبقہ محدثین کے
طبقات سے اول نشان تھے - اس طبقہ کے
محقق لوگ فن روایت کو مضبوط کرنے اور
مراتب حدیث کی پہچاننے کے بعد فقہ کیطرف
متوجہ ہوئے انکے نزدیک فقہ اس کا
نام نہ تھا کہ کسی ایک شخص کی (جو گذر چکا ہو)
تقلید کیجاوے باوجودیکہ مذاہب متقدمین سے ہر
مذہب میں احادیث واثار متناقضہ نظر آرہے
ہیں - پس وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ
واثار صحابہ واقوال تابعین ومجتہدین کی
بحسب قواعد ذیل تفحص کرنے لگے -

(۱) ان کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مسئلہ
میں قرآن ناطق پاتے تو پھر اور کسی کی طرف
توجہ نہ کرتے - اور اگر قران کئی معانی کا محتمل
ہوتا تو قرآن پر حدیث کو منصف سمجھتے -

(۲) جب کتاب اللہ میں کوئی حکم نہ پاتے تو
وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لیتے خواہ وہ

سنة رسول الله صلعم سواء كان مستفيضا دائرا بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلد او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان في المسألة حديث فلا يتبع فيها خلافه اثر من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا جهدهم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسألة حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا بلد دون بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء على شئ فهو المقنع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما واورعهم ورعا او اكثرهم ضبطا او ما اشتهر عنهم فان وجدوا شيئا يستوى فيه قولان فهي مسألة ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا تأملوا في عمومات الكتاب والسنة وايماءاتهما واقتضاءاتهما وحملوا نظير المسألة عليها في الجواب اذا كانتا متقاربتين بادى الرأى لا يعتمدون في ذلك على قواعد من الاصول ولكن على ما يخلص الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان التواتر عدد الرواة ولا حالهم ولكن

حدیث فقہا مین مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگون سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک معمول بہ ہوتی خواہ نہوتی ۔جب وہ کسی مسئلہ مین حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی و اجتہاد مجتہد (جو اُسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے نہ جاتے -

(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ و تابعین کے اقوال کو لے لیتے بلا خصوصیت اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گھر کے لوگ ہون جیسا کہ انسے پہلے لوگ کیا کرتے تھے -پس جس امر پر اگر انمین خلفا و فقہا کے اقوال متفق ہوتے اسپر اعتماد کرتے اور کسی امر مین علماء کا اختلاف پاتے تو انمین سے جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابطہ ہوتا اسکے قول کو اختیار کرتے - اور جس مسئلہ مین دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرح کا مسئلہ قرار دیتے

(۴) اور اگر ایسا مسئلہ بھی نہ پاتے تو کتاب و سنت کے عموم و اشارہ و اقتضا وغیرہ مین تامل کرتے پس جو بعض سے سمجھ مین آتا اسکی نظیر کو اسپر محمول کرتے اگر دونون کو بادی الرای مین باہم ملتا جلتا دیکھتے اسباب مین وہ قواعد اصولی پر بھروسہ نکرتے بلکہ اپنی سمجھ اور دل کے اطمینان پر اعتماد

الیقین الذی یعقبہ فی قلوب الناس کما نبھنا علی ذالک فی بیان حال الصحابۃ وکانت ہذہ الاصول مستخرجۃ عن صنیع الاوایل و تصریحاتھم۔

وعن میمون بن مھران قال کان ابوبکر اذا ورد علیہ الخصم نظر فی کتاب اللہ فان وجد فیہ ما یقضی بینھم قضی بہ وان لم یکن فی الکتاب وعلم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک الامر سنۃ قضی بہ فان اعیاہ خرج فسأل المسلمین وقال اتانی کذا وکذا فھل علمتم ان رسول اللہ صلعم قضی فی ذلک بقضاء فربما اجتمع الیہ النفر کلھم یذکر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ قضاء فیقول ابوبکر الحمد للہ الذی جعل فینا من یحفظ علی نبینا فان اعیاہ ان یجد فیہ سنۃ من رسول اللہ صلعم جمع رؤس الناس وخیارھم فاستشارھم فاذا اجتمع رائھم علی امر قضی بہ۔

وعن شریح ان عمر بن الخطاب کتب الیہ ان جاءک شیء من کتاب اللہ فاقض بہ ولا یلفتک عنہ الرجال فان جاءک ما لیس

کرتے چنانچہ تواتر مین مدار صدق و اعتبار راویون کی کثرت اور عدالت نہین بلکہ طمانیت و یقین قلب ہے جیساکہ ہمنی تفصیل حال صحابہ کے ضمن مین بیان کیا ہی یہہ قواعد انہون نے متقدمین کی روش اور تصریحات سے نکالے تہے۔ میمون بن مہران نے کہا جب کوئی ابوبکر کے پاس مقدمہ لیکر آتا تو اول کتاب اللہ مین دیکھتے اگر اسمین اس کا حکم پاتے تو اس پر فیصلہ کرتے اور اگر اسمین نپاتے تو پہر اگر اس باب مین رسول اللہ سے کوئی حدیث یاد ہوتی تو اسکے موافق فیصلہ کرتے ورنہ جماعت صحابہ سے پوچھتے کہ مجھے اس قسم کا مقدمہ پیش آیا ہے تمکو اس باب مین رسول اللہ صلعم کا کوئی فیصلہ یاد ہے پس بسا اوقات بہت لوگ متفق ہوکر رسول اللہ کے فیصلہ کو بیان فرماتے تو اسپر خدا کا شکر بجالاتے اگر کسی کے پاس حدیث نپاتے تو سرداروں اور برگزیدہ لوگون کو جمع کرکے مشورہ چاہتے پس جس امر پر اتفاق رای پاتے اسکے موافق فیصلہ فرماتے۔ اور حضرت عمر نے شریح کیطرف لکہا اگر تیرے پاس ایسا مقدمہ آوے جسکا حکم کتاب اللہ مین ہو تو اسکے موافق حکم دے کوئی تجہے اس سے

فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول
اللہ صلعم فانظر ما اجتمع علیہ الناس
فخذ بہ فان جاءك ما لیس فی کتاب اللہ
ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلعم
ولم یتکلم فیہ احد قبلك فاختر ای
الامرین شئت ان شئت ان تجتہد
برائك ثم تقدم فتقدم وان شئت
ان تتاخر فتاخر ولا اری التاخیر
الا خیرا لك۔ وعن عبد اللہ بن مسعود
قال اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا
ھنالك وان اللہ قد قدر من الامر ان
قد بلغنا ما ترون فمن عرض لہ قضاء
بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ
عز وجل فان جاءہ ما لیس فی کتاب
اللہ فلیقض بما قضی بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ ما لیس
فی کتاب اللہ ولم یقض بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بما قضی
بہ الصالحون ولا یقل انی اخاف وانی
اری فان الحرام بین والحلال بین وبین
ذلك امور مشتبہۃ فدع ما یریبك

نہ روک لے اور جو کتاب اللہ مین نہو اسمین حدیث
کے موافق فیصلہ کر اور اگر کوئی حدیث نہ ہو تو
پھر اتفاقی بات کو دیکھہ جسپر اکثر لوگ متفق ہون
اسکو لے۔ اور اگر ایسی بات ہو جسمین کسی نے
کچھہ نہ کہا ہو تو پھر خواہ اسکو اپنی رائے سے فیصلہ کر۔
خواہ اسمین ساکت رہ۔ اور سکوت تیرے حق
مین مفید اور بہتر ہے۔ اور ابن مسعود نے کہا کہ
پہلے ہم ایسے زمانہ مین تھے کبھی ہمکو فیصلہ کرنیکی
ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہم اسکے لائق تھے اب تقدیر
سے یہہ وقت آپہنچا ہے جو تم دیکھتے ہو سو اب
جسکو کوئی مقدمہ پیش آوے تو وہ کتاب اللہ کے
موافق فیصلہ کرے اور جس امر کا حکم کتاب اللہ
مین نہ ہو اُسمین حدیث کے موافق فیصلہ کرے
اور اگر حدیث بھی نہ ملے تو پہلے صالحین کے
فیصلہ کے موافق کرے اور اپنی رائے و قیاس
سے کچھہ نہ کہے۔ کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال
بھی ظاہر ہے اور دونون کے بیچ مین شبہہ
کی چیزین ہین پس جسمین شبہ ہو اُسے چھوڑ دے
اور جو بلا شبہ ہو اُسے لے لے اور جب کوئی ابن
عباس سے مسئلہ پوچھتا تو اگر آپ وہ مسئلہ
قرآن مین پاتے تو بیان فرماتے اور اگر قرآن

الی ما یریبک وکان ابن عباس اذا
سئل عن الامر فان کان فی القران اخبر بہ
وان لم یکن فی القران وکان عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ سلم اخبر بہ وان لم یکن
فعن ابی بکر و عمر فان لم یکن قال فیہ
برائہ - عن ابن عباس اما تخافون ان
تعذبوا او یخسف بکم ان تقولوا قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال
فلان - عن قتادۃ قال حدث ابن سیرین
رجلا بحدیث عن النبی صلعم فقال
الرجل قال فلان کذا وکذا فقال ابن سیرین
احدثک عن النبی صلعم وتقول قال
فلان کذا وکذا - عن الاوزاعی قال کتب
عمر بن عبد العزیز انہ لا رای لاحد
فی کتاب اللہ وانما رای الایمۃ فیما لم ینزل
فیہ کتاب ولم تمض فیہ سنۃ من رسول
اللہ صلعم ولا رای لاحد فی سنۃ
سنہا رسول اللہ صلعم - عن الاعمش
قال کان ابراہیم یقول یقوم عن یسارہ
فحدثتہ عن سمیع الزیات عن ابن عباس ان
النبی صلعم اقامہ عن یمینہ فاخذ بہ عن الشعبی جاءہ

مین نپاتے تو رسول اللہ کی حدیث پڑہ سناتے
اور اگر حدیث بہی نہ ملتی تو حضرت ابو بکر یا عمر کا قول نقل
کرتے اگر یہہ بہی نپاتے تو پہر اپنی راے سے بیان
فرماتے - ابن عباس نے فرمایا ہے کہ تمہین ہمین اسکا
خوف نہین آتا جو تم کہتے ہو کہ رسول اللہ نے یہ فرمایا
اور (اسکے مخالف) فلانے کا یہہ قول ہے - قتادہ
نے کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص کو رسول اللہ
کی حدیث سنائی اور دوسرے نے کسیکا قول
بیان کیا تو ابن سیرین نے کہا مین تو رسول اللہ
کی حدیث سناتا ہون اور تو کہتا ہے کہ فلانی کا
یہہ قول ہے -
عمر بن عبد العزیز نے لکہا کہ جو امر کتاب اللہ مین
ہو اسمین کسی کی راے مقبول نہین اور ائمہ کی
راے اسمین مقبول ہے جسمین کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ کا کوئی حکم نہ ہو -
اعمش نے کہا کہ ابراہیم نے یہہ مسئلہ بیان کیا کہ
مقتدی (جبکہ امام کے پیچہے تنہا ہو) امام کے بائین
طرف کہڑا ہو اور جب مینے سمیع زیات کی حدیث سنائی
کہ رسول اللہ نے ابن عباس کو اپنی داہنی طرف کہڑا
کیا تہا تو پہر اونہون نے اس حدیث کو لیلیا اور
شعبی کے پاس کوئی شخص مسئلہ پوچہنے کو آیا تہا تو

رجل یسئلہ عن شئ فقال کان ابن مسعود یقول فیہ کذا وکذا قال اخبرنی انت برایک فقال الا تعجبون من ھذا اخبرتہ عن ابن مسعود ویسالنی عن رائی ودینی عندی اٰثر من ذلک واللہ لان تغنی بغنیمۃ احب الی من ان اخبرک برائی اخرج ھذہ الاٰثار کلھا الدارمی ۔ واخرج الترمذی عن ابی السائب قال کنا عند وکیع فقال لرجل ممن ینظر فی الرای اشعر رسول اللہ صلعم ویقول ابو حنیفۃ ھو مثلۃ ۔ قال الرجل فانہ قد روی عن ابراھیم النخعی انہ قال الاشعار مثلۃ قال رایت وکیعا غضب غضبا شدیدا وقال اقول لک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتقول قال ابراھیم ما احقک بان تحبس ثم لا تخرج حتی تنزع عن قولک ھذا ۔ وعن عبد اللہ بن عباس وعطا ومجاھد ومالک بن انس انھم کانوا یقولون ما من احد الا وھو ماخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ادنہون نے اسکے جواب مین قول ابن مسعود کا سُنایا اُس نے کہا کہ تم اپنی راے سے بتلاؤ تو وہ حاضرین کو کہنے لگے کیا تم اس شخص سے متعجب نہین ہوتے کہ مین ابن مسعود کا قول سناتا ہون اور یہ میری راے پوچھتا ہے میرا دین میرے اعتقاد مین اس (راے سے فتوی دینے) سے مقدم ہے بخدا اگر مین دوسرے کے قول پر فتوی دینے سے مُستغنی رہون تو مجھے اِس سے پیارا ہے کہ اپنی راے سے کچھ کہون ۔ یہہ تمام آثار دارمی نے اپنی کتاب مین نقل کئے ہین اور ترمذی نے روایت کی ہے ابی السائب سے کہ ہم وکیع کے پاس تھے جبکہ اُس نے اہل راے مین سے ایک شخص کو کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اشعار کیا ہے اور ابو حنیفہ کہتی ہین وہ مثلہ ہے (جیسے کا کان ناک کاٹنا) اِس شخص نے جواب دیا کہ ابراہیم نخعی بہی کہتے ہین کہ اشعار مثلہ ہے تو انپر وکیع نہایت غصہ ہوے اور فرمایا کہ مین رسول اللہ کی حدیث سناتا ہون اور تو ابراہیم کا قول نقل کرتا ہے پس تیری سزا یہی ہے کہ قید کیا جاوے یہانتک کہ اس قول سے باز آوے اور ابن عباس و عطا و مجاہد و مالک بن انس وغیرہ نے فرمایا ہے کہ سوائے آنحضرت کے سبکی کلام میں ماخوذ

وبالجملة لما مهد والفقه على هذه القواعد فلم تكن مسئلة من المسايل التي تكلم فيها من قبلهم والتي وقعت في زمانهم الا وجد وا فيها حديثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا صحيحا او حسنا او صالحا للاعتبار او وجد وا اثرا من اثار الشيخين او ساير الخلفاء او استنباطا من عموم او ايماء واقتضاء فيسر الله لهم العمل بالسنة على هذا الوجه- وكان اعظمهم شانا واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راهوية- وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف على جمع شئ كثير من الاحاديث والاثار حتى سئل احمد يكفي للرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمس مائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل- ثم انشاء الله تعالى قرنا اخر فراوا اصحابهم قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على اصولهم فتفرغوا الفنون اخرى

مواخذہ ہو سکتا ہے اور ہر کسی کا قول رد ہو سکتا ہے حاصل یہہ کہ جب اونہون نے فقہ کو ایسے قواعد پر بنایا تو ہر مسئلہ مین جو انسے پہلے یا انکے زمانہ مین کہا گیا ہو کوئی حدیث مرفوع متصل یا موقوف صحیح یا حسن یا ضعیف آسان ہو گیا- ان لوگون مین سے عظیم الشان و کثیر الروایۃ اور بڑے محدث و فقیہ احمد بن حنبل و اسحق بن راہویہ تہے-

اور اس طور فقہ بنانا بہت سی جمعیت احادیث و آثار پر موقوف ہے یہانتک کہ امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا کہ فتوی دینے کے لئے انسان کو ایک لاکھ حدیث کافی ہے؟ آپنے فرمایا نہین ہے اخر کہا گیا کہ پانچ لاکہہ حدیث کافی ہے- آپ بولے ہان امید کرتا ہون- ایسا ہی غایۃ المنتہی (کتاب کا نام ہے) مین بیان کیا ہے- اس سے آپکی مراد ان اصول و قواعد کے موافق فتوی دینا ہے جنکا بیان اوپر ہو چکا ہے

ان کے بعد خدا تعالی نے اور (محدث) لوگون کو پیدا کیا- اونہون نے دیکہا کہ ہمسے پہلے محدثون نے حدیث کو جمع کر دیا ہے اور قواعد المحدثین کے موافق فقہ کی بنا بہی قایم کر دی ہے تو انہون نے اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہو کر اہتمام کیا جیسے حدیث صحیح کو جس پر اکابر اہلحدیث (امثال یزید

(یا کسی صحابی یا تابعین وغیرہ خلفاء کا اثر یا کسی مجتہد یا قاضی کا فیصلہ یا عموم و ایماء نص کا استنباط (غرض جو کچھ بھی) انکو ملتا تھا اس سب پر حدیث پر عمل کرتا م [illegible]

کتمییز الحدیث الصحیح المجمع علیه بین
کبراء اهل الحدیث کیزید بن هارون
ویحیی بن سعید القطان واحمد واسحٰق
واضرابهم وکجمع احادیث الفقه التی
بنی علیها فقهاء الامصار وعلماء
البلدان مذاهبهم وکالحکم علی کل
حدیثٍ بما یستحقه وکالشاذة والفاذة
من الاحادیث التی لم یروها او
طرقها التی لم یخرجوا من جهتها الاوائل
مما فیه اتصال او علو سند او روایة
فقیه عن فقیه او حافظٍ عن حافظٍ ونحو
ذالک من المطالب العلمیة - وهؤلاء هم
البخاری ومسلم وابوداؤد وعبد بن حمید
والدارمی وابن ماجة وابویعلی والترمذی
والنسائی والدارقطنی والحاکم والبیهقی
والخطیب الدیلمی وابن عبد البر وامثالهم
وکان اوسعهم علما عندی وانفعهم
تصنیفا واشهرهم ذکرا رجال اربعة
متقاربون فی العصر اولهم ابوعبدالله
البخاری وکان غرضه تجرید الاحادیث
الصحاح المستفیضة المتصلة من غیرها

بن ہارون ویحیی بن سعید واحمد بن حنبل واسحاق
بن راہویہ) کا اتفاق ہو غیر سے علیحدہ وتمیز کرنا
اوران احکامی وفقہی احادیث کو جن پر مجتہدین
وفقہاے بلاد نے اپنے مذہب کی بنا قایم کی ہے
اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکے موافق حکم لگانا
اور شاذ ونادر حدیثون کو جنکو پہلون نے روایت
نہین کیا یا انکی خاص اسنادون سے تعرض نہین
کیا۔ اور انمین اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ
سے یا حافظ الحدیث کی حافظ الحدیث سے روایت
پائی جاتی ہے یا ایسی ہی اور علمی مطالب انکو بیان
کرنا۔
وہ لوگ یہہ ائمہ ہین بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد
عبید بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابویعلی۔ ترمذی
نسائی۔ دارقطنی۔ حاکم۔ بیہقی۔ خطیب البغدادی
دیلمی۔ ابن عبد البر اور ان کے امثال واقران
ان سب مین سے ہمارے خیال مین بڑے
وسیع العلم اور تصنیف سے خلایق کو نفع رسان اور
مشہور چار شخص ہین جو باہم قریب زمانہ تھے۔
اول امام ابوعبداللہ بخاری ان کا مقصود
صحیح احادیث کو جو مشہور اور متصل اسانید ہون
اور اقسام سے چھانٹنا اور ان سے فقہ وسیرت

واستنباط الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح ووفى بما شرط۔

وبلغنا ان رجلا من الصلحين رأى رسول الله صلعم في منامه وهو يقول مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابي قال يا رسول الله وما كتابك قال الصحيح البخاري ولعمري انه نال من الشهرة والقبول درجة لا يرام فوقها۔

وثانيهم مسلم النيشاپوري توخى تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث في موضع واحد ليتضح اختلاف المتون وتشعب الاسانيد اصرح ما يكون وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة لسان العرب عذرا في الاعراض عن السنة الى غيرها۔

وتفسیر کو استنباط کرنا۔ پس اونہون نے اس مدعا کے لئے اپنی کتاب جامع صحیح (مشہور صحیح بخاری) بنائی اور اسمین اپنی وہ شرط پوری کر دکہائی۔

ہمکو خبر ملی ہے کہ ایک نیک آدمی نے آنحضرت کو خواب مین دیکہا تو آنحضرت نے فرمایا تجہکو کیا ہوا ہے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کی فقہ سے مشغول ہے اور میری کتاب کو چہوڑ رہا ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپکی کتاب کون سی ہی آپ نے فرمایا میری کتاب صحیح بخاری ہے۔ مجہے اپنی عمر (دینے والے) کی قسم ہے صحیح بخاری نے وہ شہرت و قبولیت پائی ہے جس سے فوقیت نا متصور ہے۔

دوسرے (امام) مسلم نیشاپوری ہین انہون نے اتفاقی صحیح حدیثون کو (جو متصل و مرفوع ہین اور انسے احکام استنباط کئے جاتے ہین) چہانٹنے کا قصد کیا اور اس احادیث کا قریب الفہم کرنا اور انسے استنباط مسایل کا آسان کر دینا چاہا پس اپنی کتاب کو عمدہ ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کی سبہی اسنادون کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ اس سے متون احادیث کا اختلاف اور انکی سندون کا تعدد صاف طور پر معلوم ہوا اور مختلف حدیثونکو باہم موافق کر دیا تاکہ جسکو محاورہ عرب سے واقفیت ہو اسکو حدیث سے دوسری طرف منہ پھیرنے کا کوئی عذر باقی نہ رہے۔

وثالثهم ابو داؤد السجستاني وكان
همته جمع الاحاديث التى استدل بها
الفقهاء ودارت فيهم وبني عليها الاحكام علماء
الامصار فصنف سننه وجمع فيها الصحيح
والحسن واللين والصالح للعمل قال
ابو داؤد ما ذكرت فى كتابي حديثا
اجمع الناس على تركه وما كان منها
ضعيفا صرح بضعفه وما كان فيه
علة بينها بوجه يعرفه الخائض فى
هذا الشان -

وترجم على كل حديث بما قد استنبط
منه عالم وذهب اليه ذاهب و
لذالك صرح الغزالى وغيره بان
كتابه كاف للمجتهد -

ورابعهم ابو عيسى الترمذى وكانه
استحسن طريقة الشيخين حيث بينا
وما ابهما وطريقة ابى داؤد حيث جمع
كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين
وزاد عليهما بيان مذاهب الصحابة والتابعين

تیسرے (امام) **ابو داؤد السجستانی** انکا قصد
یہ تہا کہ ان احادیث کو جنسے فقہا نے استدلال کیا ہے
اور وہ انمین دایر وسایر ہین اور ان پر علماء دیار
نے احکام کی بنا ڈالی ہے یکجا کر دین پس انہون
نے اپنی کتاب سنن (ابو داؤد) تصنیف کی اور
اسمین (ہر قسم کی حدیثین) صحیح - حسن ضعیف
(جو عمل کے لایق ہو) جمع کر دین - اور ابو داؤد نے
کہا ہے کہ مینے اپنی کتاب مین ایسی حدیث کوئی
وارد نہین کی جسکے متروک العمل (وضعیف) ہونے
پر سبکا اتفاق ہو اور ان احادیث کو جو ضعیف
ہین ضعیف بتا دیا ہے اور جسمین کوئی علت خارج
صحت ہے اسکو ایسے طور سے بیان کر دیا ہے جسکو
اُس فن مین غور کرنیوالے پہچانتے ہین - ہر حدیث
کا ترجمۃ الباب وہ مسئلہ مقرر کیا ہے جو کسی نہ کسی نے
اُس حدیث سے استنباط کیا ہے اور کسی نہ کسی کا وہ مذہب ہے
اسی نظر سے امام غزالی نے فرمایا ہے کہ اسکی کتاب
مجتہد کے لئے کافی ہے -

چوتھے (امام) ابو عیسی **ترمذی** انہون نے
شیخین (امام بخاری و امام مسلم) کے طریق کو پسند
و اختیار کیا کہ جو کچھہ وارد کیا اسکا حال بیان کر دیا مبہم نہ چھوڑا اور طریق ابو داؤد کو بھی لیا کہ ہر مسئلہ اور ہر
حدیث کو جسکا کوئی قایل و متمسک ہوا ہی جمع کر دیا اس طرفہ پر یہ طرہ بڑہا دیا کہ مذہب صحابہ و تابعین

وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر
طرق الحديث اختصارا لطيفا فذكر واحدا
واومى الى ماعداه وبين امر كل حديث
من انه صحيح او حسن او ضعيف او منكر
وبين وجه الضعف ليكون الطالب على
بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار
عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب
وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار
وسمى من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج
الى الكنية [illegible] من
رجال العلم ولذلك يقال انه كاف
للمجتهد مغني للمقلد۔

ومجتہدین کو بھی ذکر کر دیا۔ پس کتاب جامع اسنے بھی
تصنیف کی اسمین احادیث کی سندون کو باختصار
وارد کیا ایک اسناد کو پورا بیان کر دیا باقی کو مختصرا
واشارۃً اور ہر حدیث کا حال بیان کر دیا کہ وہ
صحیح ہے یا حسن یا ضعیف ہے یا منکر اور وجہ ضعف
کو بھی ساتھ ہی بیان کر دیا تاکہ طالب حدیث کو
بصیرت حاصل ہو اور وہ لایق اعتبار کو غیر لایق سے
تمیز کرے اور جس راوی کے نام جاننے کی ضرورت
تھی انکا نام بتا دیا اور جسکی کنیت جاننے کی حاجت
تھی [illegible] اہل علم
کے لئے باقی نہ رہنے دیا اسی نظر سے اس کتاب کی
حق مین کہا گیا ہے کہ وہ مجتہد کے لئے کافی ہے
اور مقلد کے لئے تقلید غیر سے مُغنی (بے پرواہ کرنیوالی)۔

وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك وسفيان
وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا
يهابون الفتيا ويقولون على الفقه بناء
الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية
حديث رسول الله صلعم والرفع اليه حتى
قال الشعبي على من دون النبي صلعم احب
الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان
على من دون النبي صلى الله عليه وسلم

اور ان لوگون کے مقابلہ مین امام مالک اور سفیان
کے زمانہ مین اور ان کے پیچھے ایسی لوگ بھی ہوئی
ہین جو (استنباط و اجتہادی) مسایل بتانی اور فتوی
دینے سے نہ ڈرتے اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا
فقہ (و اجتہاد) پر ہے اسکی اشاعت ضرور چاہئے اور
آنحضرت سے حدیث روایت کرنیسے ڈرتی۔ شعبی کا قول
ہے کہ آنحضرت سے ورے کسی اور کا قول بیان کرنا مجھے
پسند ہے کیونکہ اسمین کمی بیشی بھی ہو جائے تو اسی اور کی

وقال ابراهيم اقول قال عبد الله وقال علقمة
احب الينا - وكان ابن مسعود اذا حدث
عن رسول الله تربد وجهه وقال هكذا
او نحو هكذا او نحوه
وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار
الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون
قوما لهم ازيز بالقرآن فياتونكم فيقولون
قدم اصحاب محمد قدم اصحاب محمد صلعم
فياتونكم فيسالونكم عن الحديث فاقلوا
الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شيء
اتقى وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج
هذه الاثار الدارمي -
فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من
حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه
لم يكن عندهم من الاحاديث والاثار ما يقدرون
به على استنباط الفقه على الاصول التي
اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم
للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها و
البحث عنها واتهموا انفسهم في ذلك وكانوا اعتقدوا

ابراہیم کا قول ہے کہ مین جواب مسایل مین صرف
یہ کہدون کہ عبداللہ نے یون کہا ہے تو مجھے بہت
پسند ہے - اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے
روایت کرتے آپکا چہرہ (کمی بیشی ہو جانیکے خوف
سے) متغیر ہو جاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے
ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکے اور کچھ - حضرت عمر
نے جب ایک جماعت انصار کو کوفہ مین بھیجا تو
انکو فرمادیا کہ تم کوفہ پہنچو گے تو لوگ تمہارا آنا
سنکر تمہارے پاس آوینگے اور آنحضرت کی حدیثین
پوچھینگے پس آنحضرت سے روایت حدیث*
کم کرنا - ابن عون نے کہا ہی جب شعبی کے
پاس کوئی سوال آتا تو وہ ڈر جاتے اور انکے
جواب مین یون کہتے کہ ابراہیم کا اسمین یہہ قول
ہے ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے
پس حدیث اور فقہ اور مسایل کی تصنیف
انکی حاجت کے مطابق اور طور سے ہوئی جسکا بیان
یہہ ہے کہ اُن کے پاس احادیث و آثار تو اس قدر
نہ تھے جس سے وہ اہلحدیث کے اصول پر استنباط
مسایل فقہ کر سکتے اور علماء کے اقوال مین نظر
اور بحث کرنے انہون نے پسند نہ کی اس امر مین

* یعنی سوچ سمجھ کر جو ٹھیک یاد ہووے روایت کرنا - جو مونہہ مین آوے نہ کہدینا -

فی ائمتهم انهم فی الدرجة العلیا من التحقیق وکان قلوبهم امیل شیٔ الی اصحابهم کما قال علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله وقال ابو حنیفة ابراهیم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من ابن عمر وکان عندهم من الفطانة و الحدس و سرعة انتقال الذهن من شیٔ الی شیٔ ما یقدرون به علی تخریج جواب المسائل علی اقوال اصحابهم وکل میسر لما خلق له وکل حزب بما لدیهم فرحون۔ فمهدوا الفقه علی قاعدة التخریج وذلك ان یحفظ کل احد کتاب من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم نظرًا فی الترجیح فیتامل فی کل مسئلة وجه الحکم فکلما سئل عن شیٔ او احتاج الی شیٔ رای فیما یحفظ من تصریحات اصحابه فان وجد الجواب فیها والا نظر الی عموم کلامهم فاجراه علی هذه الصورة او اشارة ضمنیة

وہ اپنی نسبت بدگمان رہے اور اپنے آپ کو اس امر کے لایق نہ سمجھے اور اپنے ائمہ کے حق مین یہہ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ بڑے عالی رتبہ تحقیق پر تھے اور انکے دل انکی طرف بہت مایل تھے چنانچہ علقمہ نے کہا ہے کہ کیا ابن مسعود سے کوئی زیادہ مضبوط ہے۔ ایسا ہی ابو حنیفہ نے ابراہیم اور علقمہ* کے حق مین کہا ہے کہ وہ بڑے سمجھدار تھے ہان انمین سمجھہ اور تیزی طبع اور سرعت انتقال ذہنی اس قدر تھی کہ وہ اس سے اپنے اماموں کے اقوال سے جواب مسائل نکال لیتے تھے پس انہون نے اس قاعدہ تخریج زبات سے بات نکالنے سے فقہ کی بڑھی جائی تخریج کی صورت یہہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی جو اقوال و مذاہب ائمہ سے خوب واقف ہو کتاب کو یاد کرے اور ہر مسئلہ مین حکم کیوجہ سوچ رکھے پس جب کبھی کوئی مسئلہ پوچھا تو اگر اس کتاب مین ائمہ کا صریح قول پایا تو اسکو جواب مین پڑھ سنایا۔ نہین تو کسی قول کے عموم کو دیکھا اسمین وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اسپر وہ حکم جاری کیا اور اگر اس قول مین کوئی اشارہ

* یہہ تمثیل بنا بر تسلیم مشہور ہے اور در حقیقت یہ قول حضرت امام ابو حنیفہ سے بسند صحیح ثابت نہین (چنانچہ ہمارے ضمیمجات اخبار سفیر ہند ۱۹۰۶ء مین اسکی پوری تفصیل ہو چکی ہے) اسی نظر سے ہمنے اس قول کا ترجمہ پورا نہین کیا۔

لكلام فاستنبط منها وربما كان لبعض
الكلام ايماء او اقتضاء يفهم المقصود
وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير
يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم
المصرح به بالتخريج او بالسبر والحذف
فادار واحكمه على غير المصرح به وربما
كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس
الاقتراني او الشرطي انتج اجواب المسئلة
وربما كان في كلامهم ما هو معلوم
بالمثال والقسمة غير معلوم بالحد الجامع
المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون
في تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له وضبط
مبهمه وتمييز مشكله وربما كان كلامهم
محتملا لوجهين فينظرون في ترجيح احد
المحتملين وربما يكون تقريب الدلائل
خفيا فيبينون ذلك وربما استدل بعض
المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم
ونحو ذلك فهذا هو التخريج ويقال له القول
المخرج لفلان كذا ويقال على مذهب
فلان او على اصل فلان او على قول
فلان جواب المسئلة كذا او كذا او يقال

پایا تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال
مین کچھ اقتضا، دایما بھی پائی جاتی ہے جس سے
مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض مسایل
کی نظیر ملجاتی ہے جسپر وہ مسئلہ محمول ہوسکتا ہے
- اور کبھی علماء ایمہ کسی صریح حکم سے علت نکالتے
ہیں اور اسپر اسکی نظیر کو قیاس کرتے ہین - اور
بعضے اماموں کے ایسے دو قول پائے جاتے ہین
جنکو بطور قیاس اقترانی یا شرطی کے ملانے
سے جواب مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے - اور کبھی مجتہد کی
کلام مین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بطور مثال
معلوم ہوتی ہین انکی پوری حقیقت و تعریف
مذکور نہین ہوتی - پس اس مجتہد کے پیرو علماء
ان باتون کے جاننے مین محاورہ اہل زبان
کی طرف رجوع کرکے اپنی طرف سے بہ تکلف
انکی حدین و تعریفین مقرر کرتے ہین اور ان
مثالون کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہین اور کبھی انکے
اقوال دو معنی کے محتمل ہوتے ہین تو وہ لوگ
ایک معنی کو ترجیح دیتے ہین کبھی اُن کے دلایل
کا بیان و سیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح
کردیتے ہین اور بعض اوقات تخریج کرنیوالے
اپنے اماموں کے فعل و سکوت سے کوئی بات نکال لیتے ہیں

لهولاء المجتهدون فی المذهب وعنی هذا الاجتهاد علی هذا الاصل من قال من حفظ المبسوط کان مجتهدًا ای وان لم یکن له علم برواية اصلًا وبحديث واحد فوقع التخريج في كل مذهب وكثر فای مذهب کان اصحابه مشهورین ووسد الیهم القضاء والافتاء واشتهر تصانیفهم فی الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر فی اقطار الارض ولم یزل ینتشر کل حین وای مذهب کان اصحابه خاملین ولم یولوا القضاء والافتاء ولم یرغب فیهم الناس اندرس بعد حین۔

تخریج اس فعل کا نام ہے اور اسباب کو جو نکالی جاتی ہے۔ قول مخرج (نکالی ہوئی بات) کہا جاتا ہے اور اسکو یون بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلانے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگون کو جو ایسی بات نکالتے ہین مجتہد فی المذاہب* کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول میں مراد ہے جسنے کہا ہے کہ جس نے کتاب مبسوط یاد کر لی وہ مجتہد ہے۔ یعنی اگرچہ اسکو ایک روایت حدیث کا بھی علم نہ ہو۔ اس طور سے تخریج سب مذاہب میں ہوئے ہیں جس مذہب کے لوگ مشہور ہوئے اور قضا و فتوی ان کے سپرد ہوئے اور انکی تصنیفین لوگون مین مشہور ہوئین وہ مذاہب اطراف زمین مین پھیل گئے اور جس مذہب کے لوگ گوشہ نشین و گمنام ہوئے نہ کہین کے قاضی ہوئے نہ مفتی بنے اور لوگ ان کی طرف راغب نہوے وہ مذاہب ایک زمانہ کے بعد بے نشان ہو گئے۔

---

* یہ بھی ایک اصطلاح ہے اور جو ابن کمال پاشاہ نے مجتہدین کے سات طبقہ ٹھرائے ہین اور از انجملہ مجتہد فی المذاہب کو دوسرے طبقہ مین اور اہل تخریج کو چوتھے طبقہ مین شمار کیا ہے اور ہر ایک کو علیحدہ یگانہ منصب دیا ہے وہ خاص اسکی اصطلاح ہے جسمین کوئی ائمہ سلف سے اسکا پیشوا نہین ہے علامہ **ہارون حنفی** نے کتاب **ناظورۃ الحق** مین ابن کمال پاشا کا پورا تعقب کیا ہے اور اسکی کلام کو نقل کر کے صاف فرمادیا ہے ہو بعید عن الصحۃ بمراحل فضلا عن حسنہ فانہ تحکمات باردۃ وخیالات فارغۃ الخ۔ اور ہمارے زمانہ کے محقق حنفی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے بھی اپنی بعض رسایل مین علامہ ہارون کا توافق کیا ہے اور ابن کمال پاشا کی تقسیم و تجویز کو رد کر دیا ہے۔ ایڈیٹر

پھر چوتھی صدی کی پہلی اور پچھلی لوگونکی بیان حالات مین فرمایا ہے - جان لے کہ

باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ و بعدھا -
اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ
غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذھب
واحد بعینہ - قال ابو طالب المکی فی
قوت القلوب ان الکتب والمجموعات
محدثۃ والقول بمقالات الناس والفتیا
بمذھب الواحد من الناس واتخاذ قولہ
والحکایۃ لہ من کل شئ والتفقہ علی
مذھبہ لم یکن الناس قدیما علی ذلک
فی القرنین الاول والثانی انتہی - اقول
وبعد القرنین حدث فیھم شئ من التخریج
غیر ان اھل المائۃ الرابعۃ لم یکونوا
مجتمعین علی التقلید الخالص علی مذھب
واحد والتفقہ لہ والحکایۃ لقولہ کما
یظھر من التتبع - بل کان فیھم العلماء
والعامۃ - وکان من خبر العامۃ انھم
کانوا فی المسائل الاجماعیۃ التی لا اختلاف
فیھا بین المسلمین او جمھور المجتھدین
لا یقلدون الا صاحب الشرع وکانوا
یتعلمون صفۃ الوضوء والغسل والصلوۃ

چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید
محض پر متفق نہ تھے ابو طالب مکی نے (کتاب)
قوت القلوب مین کہا ہے کہ کتابین اور تالیفات
سب پیچھے کی نکلی ہین اور لوگون کے اقوال سے قایل ہونا
اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور ہر امر مین
اسی کے قول کو تھام رکھنا اور نقل کرنا اور اسی کے
مذہب پر اجتہاد کرنا اسپر قدیمی لوگ پہلے اور دوسرے
زمانہ کے نہ تھے - مین (مصنف حجۃ اللہ) کہتا ہون
کہ ان زمانون کے بعد کچھہ کچھہ تخریج شروع ہوئی - پھر
چوتھی صدی [illegible] لوگ [illegible] مذہب کی تقلید محض
اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنے اور اسی کی کلام
کو نقل کر دینے پر نہ تھے چنانچہ انکی حالات ٹٹولنے سے
معلوم ہوتا ہے بلکہ ان مین دو قسم کے لوگ تھے
(خاص) علماء اور عام لوگ عام لوگون کا تو یہہ
حال تھا کہ وہ ان مسایل اتفاقیہ مین (جنہین تمام مسلمانون
یا جمہور مجتہدون کا اختلاف نہین) تو بجز صاحب شریعت
(آنحضرت صلعم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ وضوء
وغسل ونماز وزکوۃ وغیرہ اپنے بزرگون یا استادون
سے سیکھتے اور اسپر چلتے - اور جب انکو کوئی (اور)
واقعہ پیش آتا تو اسمین جس مفتی کو پاتے فتوی پوچھہ

والزكوة ونحو ذلك من ابائهم او معلمي
بلدانهم فيمشون حسب ذلك واذا وقعت
لهم واقعة استفتوا فيها اى مفتى وجدوا
من غير تعيين مذهب وكان من خبر
الخاصة انه كان اهل الحديث منهم
يشتغلون بالحديث فيخلص اليهم من
احاديث النبي صلعم واثار الصحابة ما لا
يحتاجون معه الى شئ اخر في المسلة من حديث
مستفيض او صحيح قد عمل به بعض الفقهاء
ولا عذر لتارك العمل به او اقوال متظاهرة
لجمهور الصحابة والتابعين مما لا يحسن
مخالفتها فان لم يجد في المسئلة ما يطمئن
به قلبه لتعارض النقل وعدم وضوح
الترجيح ونحو ذلك رجع الى كلام بعض
من مضى من الفقهاء فان وجد قولين
اختار اوثقهما سواء كان من اهل المدينة
او من اهل الكوفة - وكان اهل التخريج
منهم يخرجون فيما لا يجدونه مصرحا
ويجتهدون في المذهب وكان هؤلاء

لیتے بجز اسکے کہ کوئی مذہب خاص معین کرتے
اور خاص علماء کا یہہ حال تہا کہ انہین اہلحدیث
تو حدیث سے مشغول رہتے - پس انکو احادیث نبویہ
و آثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکی ہوتے وہ کسی
مسئلہ مین کسی اور قول و اجتہادی بات کے محتاج
نہ ہوتے یا انکو اقوال جمہور صحابہ و تابعین الکید دوسرے
کے موید جنکی مخالفت پسندیدہ نہو پہنچ جاتے اور اگر
کسی مسئلہ مین ایسی حدیث یا اثر نہ پاتے تو بعض مجتہدین
[illegible] ان کے اقوال کیطرف مراجعت فرماتے - اور
اگر اقوال مجتہدین مین بہی اختلاف پاتے تو انمین
جس قول کو زیادہ مضبوط دیکہتے عمل مین لاتے - اہل مدینہ
کا ہو خواہ کوفہ کا اور اہل تخریج (بات سے بات نکالنے
والے مجتہد) جس مسئلہ مین مجتہدین کا صریح قول نہ پاتے
تو انکے اقوال و اشارات سے (بحسب تفصیل سابق)
نکال لیتے اور مذہب مین اجتہاد کرتے - یہہ لوگ
انہین اماموں (جنکے اقوال سے تخریج مسائل کرتے ہین)
کیطرف منسوب کئے جاتے ہین کسیکو شافعی کہا جاتا ہے
کسیکو حنفی - اور اہلحدیث بہی کبہی کسی مذہب کیطرف
کثرت توافق رائے کے سبب سے منسوب کئے جاتے ہین

* یعنی نہ انکے مقلد ہوجانیکے سبب - اسبات کو وہ لوگ غور سے ملاحظہ کرین کہ جو بعض محدثین (امثال
امام بخاری) کو امام شافعی کی طرف منسوب ہونیسے انکو مقلد سمجہتے ہین -

ينسبون الى مذهب اصحابهم فيقال
فلان شافعي وفلان حنفي وكان صاحب
الحديث ايضا قد ينسب الى احد المذاهب
لكثرة موافقته به كالنسائي والبيهقي
ينسبان الى الشافعي فكان لا يتولى القضاء
والافتاء الا مجتهد ولا يسمى الفقيه الا مجتهد
ثم بعد هذه القرون كان ناس آخرون
ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم امور
منها الجدل والخلاف في علم الفقه وتفصيله
على ما ذكره الغزالي انه لما انقرض عهد الخلفاء
الراشدين المهديين افضت الخلافة الى
قوم تولوها بغير استحقاق ولا استقلال
بعلم الفتاوى والاحكام فاضطروا الى
الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم
في جميع احوالهم وقد كان بقي من العلماء
من هو مستمر على الطراز الاول وملازم
صفو الدين فكانوا اذا طلبوا هربوا
واعرضوا فرأى اهل تلك الاعصار
عز العلماء واقبال الائمة عليهم مع
اعراضهم فاشرأبوا بطلب العلم توصلا
الى نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء

چنانچہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کیطرف منسوب تھے
اسوقت قاضی ومفتی بجز مجتہد کوئی نہ ہوتا اور نہ
غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا۔ ان زمانوں کے بعد ایسے
لوگ ہوئے جو داہنے بائیں چل نکلے اور انمیں کئی امر پیدا
ہوگئے۔

ازانجملہ علم فقہ میں جھگڑا اور اختلاف اسکی
تفصیل یہہ ہے جو امام غزالی نے بیان کی ہے کہ جب خلفا
راشدین کا زمانہ گذر گیا اور خلافت ایسے لوگون میں
پہنچی جو بلا استحقاق خلافت خلیفہ بنگئے۔ اور وہ علم
فتاوی واحکام سے واقف نہ تھے اسلئے وہ فقہا کو
اپنے پاس رکھنے کے محتاج ہوئے۔ اور علما میں بعض
تو ایسے تھے کہ وہ قدیمی طریق (یا نشان) پہ
ثابت تھے اور خالص دین کے ملازم۔ انکو جب
وہ بادشاہ طلب کرتے وہ اُن سے بھاگتے۔
اسوقت کے لوگون نے جب دیکھا کہ علما کی
بڑی عزت ہے۔ اور بادشاہ اُن کے طالب ہین
تو وہ علم کے طالب ہوئے جسمین وہ دنیاوی عزت
وجاہ کے طالب تھے۔ پھر تو علما مطلوب ہونے
کے بعد طالب ہوئے اور معزز ہو کر ذلیل ہونے
لگے۔ بجز ان لوگون کے جو خدا کی توفیق سے
بچ رہے۔

بعد ان کانوا مطلوبین طالبین وبعد
ان کانوا اعزة بالاعراض عن السلاطین
اذلة بالاقبال علیهم الا من وفقه
الله وقد کان من قبلهم قد صنف
ناس فی علم الکلام واکثروا القال والقیل
والایراد والجواب وتمهید طریق الجدل
فوقع ذلک منهم بموقع من قبل ان کان
من الصدور والملوک من مالت نفسه
الی المناظرة فی الفقه وبیان الاولی
من مذهب الشافعی وابی حنیفة رض فترک
الناس الکلام وفنون العلم واقبلوا علی
المسایل الخلافیة بین الشافعی وابی حنیفة
رح علی الخصوص وتساهلوا فی الخلاف
مع مالک وسفیان واحمد بن حنبل
وغیرهم وزعموا ان غرضهم استنباط
دقایق الشرع وتقریر علل المذهب وتمهید
اصول الفتاوی واکثروا التصانیف و
الاستنباطات ورتبوا فیها انواع المجادلات
والتصانیف وهم مستمرون علیه الی الان ولسنا ندری
ما الذی قدر الله فیما بعدها من الاعصار انتهی

اُن سے پہلے لوگون نے علم کلام مین تصنیفین
کی تہین اور اسباب مین بہت قیل وقال وجواب
وسوال و طریق بحث وجدال لکھہ رکھے تہے وہ
پچہلون کے کام آئے اونہون نے جب دیکہا
کہ بعض سلاطین کو فقہ مین مناظرہ دیکہنے کا شوق
ہے اور مذہب حنفی وشافعی مین سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح کی طرف توجہ ہے تو اونہون نے وہ مباحث
کلامی وعلمی چہوڑ دئے اور اس قسم کے مباحث
ان مسایل فقہی مین شروع کر دیے جنمین امام
ابو حنیفہ وامام شافعی کا باہم اختلاف تہا اور
جن مسایل مین امام مالک وسفیان واحمد
بن حنبل مین اختلاف تہا اُنسے تعرض نکیا۔ ان
جہگڑون سے اونہون نے دقایق شرع کا استنباط
اور مذاہب کے دلایل وعلل کی تقریر اور اصول
وفتاوی کی تمہید مقصود ٹہرایا۔ پہر اُسمین بہت
تصنیفین کین اور استنباط عمل مین لائے اور طرح
طرح کے جہگڑے مرتب کئے وہ اسی طریق پر اب تک
چلے آتے ہین۔ کل کی خبر نہین خدا نے کیا
ٹہرا رکہا ہے (امام غزالی کا کلام تمام
ہوا)۔

(باقی آیندہ)